

Kausar
RICE



PROUD PRODUCE OF
PAKISTAN

www.kausar.com.pk
[f /KausarRice/](https://www.facebook.com/KausarRice/)
[i /Kausar_Rice/](https://www.instagram.com/kausar_rice/)

طالب علموں کیتے ایک معاشری علمی سارہ

ماہنامہ کوثر

زکن پاکستان جلدوں میگزین موسائی

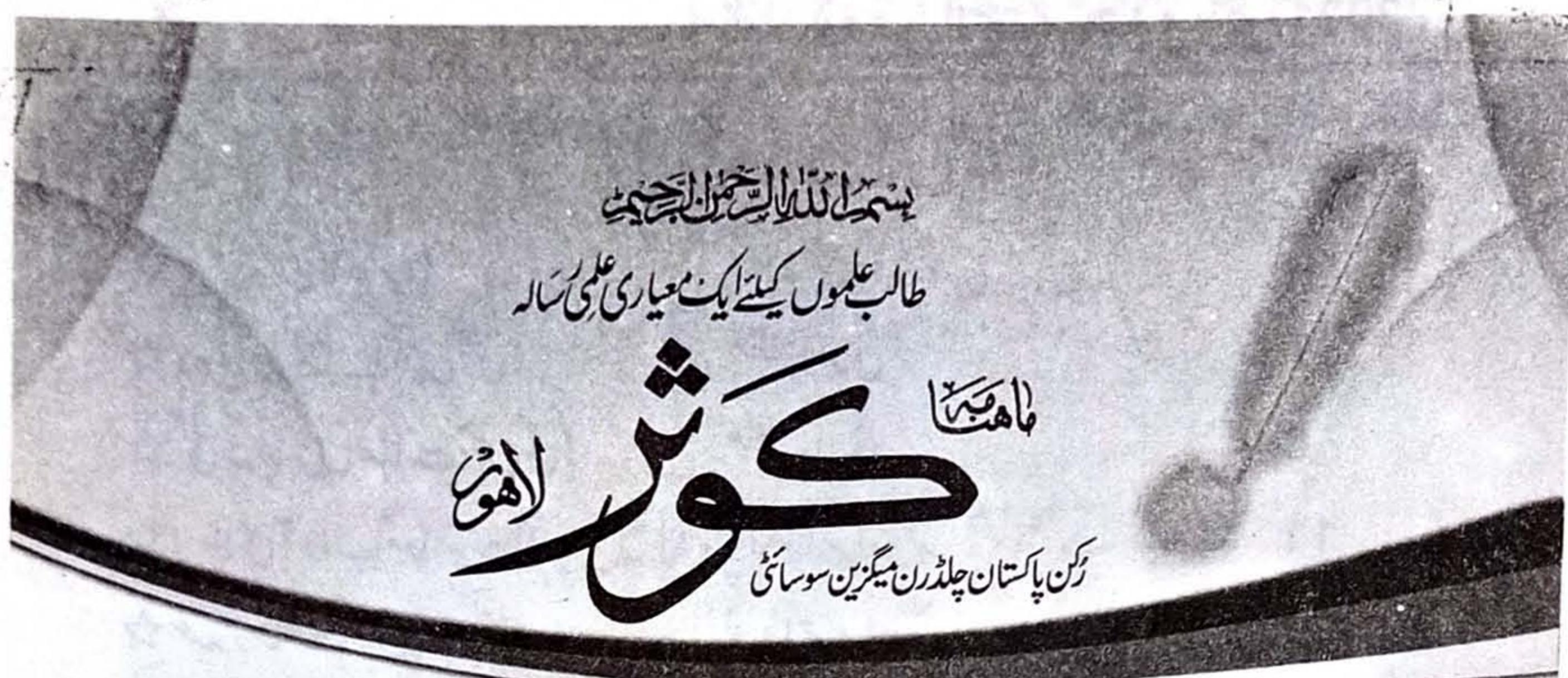
جمادی الاول/جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ ۳۸
مسلسل اشاعت کا اٹھتیسواں سال

چھوڑی 2021ء

فتح ۱۴۲۲ھ

اَقْرَأْ كِتَبَكَ كَفَى بِعَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ رَحِيمًا

(14: ۱۴) اعمال نامہ! آج تم خود ہی اپنا حساب کر لینے کے لیے کافی ہو۔“ (میں اسراء ۱: ۱۴)



مسلسل اشاعت کا اٹھتیس وان سال

جمادی الثانی.....	1433ھ.....	خان بہادر انعام اللہ خان مرحوم
جنوری.....	2021.....	ڈاکٹر شیم الدین خواجہ مرحوم
جلد	38.....	مدیر اعلیٰ: پروفیسر ڈاکٹر مذل احسن شیخ
شمارہ.....	1	مدیرہ (اردو یکشن): ڈاکٹر آمنہ خواجہ
فون: 042-37281939, 0333-4027771 monthly.kausar@gmail.com		مدیرہ (انگلش یکشن): عائشہ شیم الدین خواجہ
		مطبع: کتبخانہ جدید پرنس، لاہور
		اہتمام طباعت: غازی محمد وقار
		فون: 042-37420679
		تاریخ: 2021 L 2 34 ویلشیا ٹاؤن، لاہور
		یکے از مطبوعات:
		دی چلڈرن قرآن سوسائٹی
		خواجہ آرکیڈ، وحدت روڈ، لاہور
		فون: 042-37420679
		قیمت فی شمارہ: 40 روپے
		سالانہ زر تعاون: 400 روپے
		وی-پی: 470 روپے
		لائبریریوں اور سکولوں کے لیے حکومت پنجاب سے منظور شدہ So(PI)45/83

ماہنامہ "کوثر" کا آن لائن مطالعہ درج ذیل لینک پر کیا جاسکتا ہے:

حدیث نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ

أَمَرَنِی رَبِّي بِتَسْعِي : خَسْيَةُ اللَّهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةُ وَكَلِمَةُ
الْعَدْلِ فِي الْغَصْبِ وَالرِّضْيِ وَالْقَصْدُ فِي الْفَقْرِ وَالغُنْيِ وَأَنْ
أَصِلَّ مَنْ قَطَعَنِی وَأَعْطَیَ مَنْ حَرَمَنِی وَأَعْفُوْ عَمَّنْ ظَلَمَنِی
وَأَنْ يَكُونَ صَمْتِي فِكْرًا وَنُطْقِي ذِكْرًا وَنَطْرِي عِبْرَةً

"میرے رب نے مجھے نوباتوں کا حکم دیا ہے:

- 1 اللہ کا خوف (دل میں موجود) ہو، تہائی میں بھی اور علی الاعلان بھی اور عدل کی بات کروں، غصے اور خوشی کی حالت میں اور فقر اور آسودگی میں میانہ روی اختیار کروں
- 2 اور جو مجھ سے کٹے میں اس سے جڑوں
- 3 اور جو مجھے محروم رکھے میں اس سے عطا کروں
- 4 اور جو مجھ سے کٹے میں اس سے معاف کروں
- 5 اور میرے کھانہ پر ظلم کرے میں اس سے مشتمل ہو
- 6 اور میرے کھانہ پر ظلم کرے کر پر مشتمل ہو
- 7 اور میرے بیوی خاموشی غور و فکر پر مشتمل ہو
- 8 اور میرا بیوی کو مشتمل ہو
- 9 اور میرا دیکھنا عبرت پر زیری کا دیکھنا ہو۔"

آپس کی باتیں

مرضِ کہن کا چارہ!

اُم عائشہ

سیکولر مغرب نے علم و آگہی کے نام پر دنیا میں جہالت اور گمراہی پھیلا دی ہے۔ ابلاغ کے نئے نئے ذرائع مسلمان بچوں اور جوانوں کو نہ صرف دین سے دور کر رہے ہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بغاوت پر بھی اکسار ہے ہیں۔ یہ تو گویا وہی بات ہوئی کہ عہم توڑو بے ہیں صنم، تم کو بھی لے ڈو بیں گے۔ مسلمان والدین اور مصلحین اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں۔ اللہ نہ کرے کہ پانی سر سے گز رجائے۔

ہمارے گھر ہماری پناہ گاہیں ہیں۔ ضرورت کے بغیر نہ تو بڑے باہر نکلیں نہ اپنی اولاد کو باہر کی دنیا کا دلدادہ بنائیں۔ جس دور میں ہم رہ رہے ہیں، یہ دجالی دور ہے جس میں برائی کو صحیح دھج کے ساتھ بنانا کر پیش کیا جاتا ہے جبکہ اچھائی کو فرسودہ اور براہنا کر دکھایا جاتا ہے۔ اسلامی اقدار اور طریقوں کو خود بڑے بھی اپنائیں اور اپنے بچوں کو اسی تسلسل اور جوش سے اس طرف راغب کریں جس جوش اور تسلسل سے میدیا غلط اور بے ہودہ مواد پیش کر رہا ہے۔ نوجوانوں کی مسلسل نگرانی کریں اور انہیں مصروف رکھیں کیونکہ خالی ذہن میں شیطان گھر کر لیتا ہے۔ والدین اپنی اولاد کو بڑی صحبت سے بچائیں۔ حکمران بھی سوچیں کہ وہ کہہ کیا رہے ہیں اور جا کہ دھر رہے ہیں۔ بقول شاعر:

نظر سوئے دنیا، قدم سوئے مرقد
کدھر دیکھتا ہوں، کدھر جا رہا ہوں

اس شمارے میں

5	اُم عائشہ	☆ مرضِ کہن کا چارہ!
7	مظفروارثی	☆ وہ جان لیتا ہے نتیں بھی!
8	مظفروارثی	☆ گنی نہ جائیں صفات جس کی!
11	ڈاکٹر اسرار احمد	☆ اسلامی آداب معاشرت
17	نوید احمد صابر	☆ عہد رسالت میں نظام تعلیم
20	محمد بشیر مکرم شیخ	☆ فرامین رسول کریم ﷺ
21	محمد ہاشم	☆ حکمت اور حقیقت
27	پروفیسر محمد یونس جنخوم	☆ رزق حلال
29	ارشاد عرشی	☆ ایک ماں اپنے بچوں سے
33	اسرار زیدی	☆ الیس کی مجلس شوریٰ
35	انتخاب: عزہ عدنان	☆ گنگو کے دروازے
36	انتخاب: حافظہ مریم عبدالرحمن	☆ ذرا خیال رکھے!
37	حصہ عثمان	☆ اپنے دشمن کو پہچانیے
39	مداحتہ الرسول غافرہ	☆ غلطی پر دوام کا نتیجہ
41	صدیقہ شہزاد	☆ حقیقی دولت
50	مبشر حسین	☆ چھوٹی سی بات
51	رفعت خواجه	☆ ایک اذان، بائیکیں مؤذن
53	محمد ندیم خواجه	☆ کہکشاںیں
56	پروفیسر مزل احسن شیخ	☆ اللہ خوش رکھے!
57	ریاض الحق	☆ زندگی کے لیے پودوں کی اہمیت
59	پروفیسر مزل احسن شیخ	☆ آج تم یاد بے حساب آئے
61	انتخاب: واسعہ فاروق	☆ وہ ہے بڑا کریم!

حمد

وہ جان لیتا ہے نتیں بھی!

مظفرواری

کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے
وہی خدا ہے!
دکھائی بھی جو نہ دے، نظر بھی جو آ رہا ہے
وہی خدا ہے!
تلash اس کو نہ کر بتوں میں
وہ ہے بدلتی ہوئی رتوں میں
جو دن کو رات اور رات کو دن بنا رہا ہے
وہی خدا ہے!
نظر بھی رکھے، ساعtein بھی
وہ جان لیتا ہے نتیں بھی
جو خانہ لاشور میں جگما رہا ہے
وہی خدا ہے!
کسی کو تاج وقار بخشنے
کسی کو ذلت کے غار بخشنے
جو سب کے ماٹھوں پر میر قدرت لگا رہا ہے
وہی خدا ہے!
سفید اُس کا، سیاہ اُس کا
نفس نفس ہے گواہ اُس کا
جو شعلہ جاں جلا رہا ہے، بجھا رہا ہے
وہی خدا ہے!

☆.....☆.....☆

ارباب اختیار کی طرف سے بیانات تو بڑے اچھے آ رہے ہیں، دیکھیں اس کے مطابق عمل کب شروع ہو گا۔ معروضی حالات تو یہ ہیں کہ باب الاسلام سندھ میں راجہ داہر کا بہت نصب کیا گیا اور لاہور میں شاہی مسجد کے سامنے علامہ اقبال کو ستانے کے لیے رنجیت سنگھ کا بہت نصب ہو چکا ہے۔

ہر وہ چیز، ہر وہ شخصیت جو ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمائیں برداری سے روک دے وہ بت ہی تو ہے۔ اسے توڑنے کے لیے ہی تو اسلام آیا تھا۔ دل صدادیتا ہے:

کیا نہیں اور غزنوی کارگہ حیات میں
بیٹھے ہیں کب سے منتظر اہل حرم کے سومنات
قرآن سبقاً سبقاً پڑھایا جائے۔ سیرت رسولؐ اور احادیث سے روشناس کرایا جائے تاکہ وہ ایمان جسے دلوں میں روز است جاگزیں کیا گیا تھا، اسے خواب خرگوش سے بیدار کر کے عمل صالح، تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کی طرف راغب کیا جاسکے۔

دل مردہ دل نہیں ہے، اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ
امت مسلمہ مغرب کی لادینی تہذیب اور خود ساختہ غلامی سے باہر نکلے۔
اپنے اسلامی تشخص کو پہچانے، اپنائے اور پھر خر سے سر بلند ہو کر زندگی گزارے۔
ایسے ہی لوگوں کے لیے انعامات ہیں ان کے رب کی طرف سے اور اعزازات،
اور وہ بھی ہمیشہ کے لیے!

☆.....☆.....☆

وہ ہر زمانے کا رہبر ہے
مرا پیغمبر عظیم تر ہے
وہ آدم و نوح سے زیادہ
بلند ہمت، بلند ارادہ
وہ زید عسیٰ سے کسوں آگے
وہ سب کی منزل، وہ اُس کا جادہ
ہر اک پیغمبر نہاں ہے اس میں
وہ جس طرف ہے خدا ادھر ہے
مرا پیغمبر عظیم تر ہے

بس ایک مشکلزہ، اک چٹائی
ذرا سے جو، ایک چارپائی
بدن پہ کپڑے بھی واجبی سے
نہ خوش لباسی، نہ خوش قبائی
پیہی ہے کل کائنات جس کی
گنی نہ جائیں صفات جس کی
وہی تو سلطان بحر و بر ہے
مرا پیغمبر عظیم تر ہے

جو اپنا دامن لہو سے بھر لے
مصیتیں اپنی جان پر لے
جو شق زن سے ٹوٹے نہتا
جو غالب آ کر بھی صلح کر لے

فت

گنی نہ جائیں صفات جس کی!

مظفرووارثی

مرا پیغمبر عظیم تر ہے
کمال خلاق ذات اُس کی
جمال ہستی حیات اُس کی
بشر نہیں، عظمتِ بشر ہے
مرا پیغمبر عظیم تر ہے

وہ شرح احکام حق تعالیٰ
وہ خود ہی قانون، خود حوالہ
وہ خود ہی قرآن، خود ہی قاری
وہ آپ مہتاب، آپ ہالہ
وہ عکس بھی اور آئینہ بھی
وہ نظر بھی، خط بھی، دائرہ بھی
وہ خود نظارہ ہے، خود نظر ہے
مرا پیغمبر عظیم تر ہے

شعور لایا، کتاب لایا
وہ حشر تک کا نصب لایا
دیا بھی کامل نظام اُس نے
اور آپ ہی انقلاب لایا
وہ علم کی اور عمل کی حد بھی

ادبیں نووی
حدیث: 15

اسلامی آداب معاشرت

(گزشتن سے پوستہ)

ڈاکٹر اسرار احمد

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ :

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَيَقُلْ خَيْرًا وَأَوْرَى صُمُّتُ ،

وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَيُكْرِمْ جَارَهُ ، وَمَنْ كَانَ

يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَيُكْرِمْ ضَيْفَهُ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”بُو شُخْصُ اللَّهِ تَعَالَىٰ پَرْ أَوْرِ يَوْمٍ آخِرٍ تَرْتَبِعُ إِيمَانٌ رَكْتَابٌ ہے وَهُوَ أَچْحِيَّ بَاتٌ

كَہْيَ یا پھر خاموش رہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یوں آخِرٍ تَرْتَبِعُ إِيمَانٌ رَكْتَابٌ ہے وَهُوَ أَچْحِيَّ بَاتٌ

کَوَّاً وَرِيْوَمٍ آخِرٍ تَرْتَبِعُ كَوَّاً مَاتَتْ ہے وَهُوَ أَپَنِيْنَ مَهْمَانَ کَيْ عَزَّتْ كَرَے۔“

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نباتوں کا حکم

زیر مطالعہ حدیث میں بیان کیے گئے تین اوصاف میں سے پہلا یہ ہے کہ زبان سے اچھی بات نکالو زبان کا صحیح استعمال کرو اور یا پھر خاموش رہو اس لیے کہ بری بات کہنے سے خاموشی بہتر ہے۔ ایک اور قدرے طویل حدیث میں بھی خاموشی کا ذکر ہے آیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے میرے رب نے نو باتوں کا حکم دیا ہے۔“ یہ بہت اونچی اور بلند باتیں ہیں۔ ایک طرح سے یہ انتہائی پختہ پوری طرح تربیت یافتہ نہایت مہذب اور شاستہ شخصیت کے اوصاف ہیں۔

اسیروں دشمن کی چاہ میں بھی
مخالفوں کی نگاہ میں بھی
ایمن ہے، صادق ہے، معتبر ہے
مرا پیغمبر عظیم تر ہے

جسے شہ شش جہات لکھوں
اُسے غریبوں کے ساتھ دیکھوں
عنانِ کون و مکان جو تھامیں
ک DAL پر بھی وہ ہاتھ دیکھوں
لگے جو مزدور، شاہ ایسا
نہ زر نہ دھن، سربراہ ایسا
فلک نشیں کا زمیں پہ گھر ہے
مرا پیغمبر عظیم تر ہے

وہ خلوتوں میں بھی، صاف بہ صاف بھی
وہ اس طرف بھی، وہ اُس طرف بھی
محاذ و منبر ٹھکانے اُس کے
وہ سر بہ سجدہ بھی، سر بیف بھی
کہیں وہ موتی، کہیں ستارہ
وہ جامعیت کا استغفار
وہ صحیح تہذیب کا گجر ہے
مرا پیغمبر عظیم تر ہے

☆.....☆.....☆

پڑوی کے حقوق کی اہمیت

زیر مطالعہ حدیث میں دوسری چیز حسن معاشرت کے حوالے سے ہے۔

”اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخوت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوی کی عزت کرے۔“

پڑوی کا اکرام اور اس کے حقوق کی رعایت بہت ضروری ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ نبی اکرم ﷺ کے ان فرائیں سے بھی لگایا جاسکتا ہے:

- ☆ ”جبریلؐ مجھے پڑوی کے حقوق کی اس قدر تاکید کرتے رہے کہ مجھے گمان ہونے لگا شاید پڑوی کو وراشت میں حصہ دار بھی بنادیا جائے گا۔“
- ☆ ”وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا جو پیٹ بھر کر سورہا ہو اور اس کے قریب میں اس کا پڑوی بھوکا ہو جکہ اس آدمی کو اس کے بھوکے ہونے کی خبر بھی ہو۔“

سورۃ النساء کی آیت 36 میں ہمسا بیگ کے تین درجات کا بیان ہے:

”اور (حسن سلوک کرو) قرابت دار ہمسائے اور اجنبي ہمسائے اور ہم نشین ساختی کے ساتھ۔“

پہلا درجہ: رشته دار پڑوی

پڑوں کا پہلا اور سب سے اہم درجہ رشته دار پڑوی کا ہے، کیونکہ اس میں دو حق جمع ہو گئے: ایک قرابت داری کا اور دوسری ہمسا بیگ کا۔ اس کے برکت معااملے میں وہ حدیث ملتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! وہ شخص مؤمن نہیں۔ اللہ کی قسم! وہ شخص مؤمن نہیں۔ اللہ کی قسم! وہ شخص مؤمن نہیں۔“ صحابہ کرامؐ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ یہ کس کے بارے میں ارشاد فرماء

وہ نوباتیں یہ ہیں:

- ☆ ”اللہ کا خوف ہو تھا میں بھی اور علی الاعلان بھی
 - ☆ اور عدل کی بات کروں غصے اور خوشی کی حالت میں
 - ☆ اور فقر اور آسودگی میں میانہ روی اختیار کروں
 - ☆ اور جو مجھ سے کٹے میں اُس سے جڑوں
 - ☆ اور جو مجھے محروم رکھے میں اسے عطا کروں
 - ☆ اور جو مجھ پر ظلم کرے میں اسے معاف کروں“
- اس کے بعد خاموشی کا تذکرہ ہے جس کے لیے اس حدیث کا یہاں ذکر کیا گیا ہے:
- ☆ اور یہ کہ میری خاموشی غور و فکر پر مشتمل ہو
 - ☆ اور میرا بولنا ذکر پر مشتمل ہو
 - ☆ اور میرا دیکھنا عبرت پر یہی کا دیکھنا ہو۔“
- ذکر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ
- جیسے کلمات کا اورد کیا جائے یا جیسے کہ بخاری شریف کی آخری حدیث ہے:
- ”دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر بہت ہلکے ہیں، میزان میں بہت بھاری ہیں اور حمل کو بہت پسند ہیں۔ وہ ہیں: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمُ!“

ان کلمات کا اورد ذکر ہی ہے۔ قرآن حکیم کی تلاوت کرنا یا کسی کو قرآن سکھانا بھی ذکر ہے۔ ذکر کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ دوسروں کو اللہ کی طرف بلا یا جائے، نیکی کی دعوت دی جائے اور برائی سے منع کیا جائے۔

در اصل یہ انسانی سیرت و کردار کے وہ موقی ہیں جو ہمیشہ انسان میں تھے، بلکہ جتنا بھی تمن ابھی ”پس ماندہ“ تھا اتنی ہی یہ صفات زیادہ تھیں۔ جیسے جیسے شہری زندگی آئی ہے یہ چیزیں ختم ہو گئی ہیں۔ مہمان نوازی کے حوالے سے بعد نبوی کا یہ واقعہ تو بہت مشہور ہے کہ ایک صحابی کسی مہمان کو گھر لے گئے جبکہ گھر میں صرف اپنے بچوں کے کھانے کے لیے ہی کچھ تھا۔ ایسے میں صحابی نے بچوں کو بھوک سلا کروہ کھانا مہمان کے سامنے رکھ دیا اور چراغ بجھا کر اس کے ساتھ کھانے کے لیے بیٹھ گئے۔ ساتھ بیٹھ کر اسے یہ تاثر دیتے رہے کہ وہ بھی کھار ہے ہیں حالانکہ وہ نہیں کھار ہے تھے، اس لیے کہ انہیں معلوم تھا کہ کھانا اتنا ہی ہے کہ وہ صرف مہمان کے لیے کفایت کرے گا۔

حاتم طائی کی مہمان نوازی

مہمان نوازی کے ضمن میں حاتم طائی کا ایک واقعہ تاریخی طور پر بہت مشہور ہے۔ یہ عیسائی تھے، لیکن بہت بڑے مختیار اور سخنی انسان تھے۔ ان کے بیٹھے عدی بن حاتم حضور ﷺ پر ایمان لائے اور صحابی کے درجے پر پہنچ ہیں۔ حاتم کے پاس ایک گھوڑا تھا جو قیمتی اور اعلیٰ نسل ہونے کی وجہ سے بہت مشہور تھا۔ ایک روز ان کے ہاں ایک مہمان آگیا اور ان کے پاس مہمان کو کھلانے کے لیے کوئی چیز نہیں تھی تو انہوں نے وہ گھوڑا ہی ذبح کر کے اس مہمان کو کھلادیا۔ اس کے بعد مہمان سے آنے کی وجہ دریافت کی تو اُس نے کہا: میں نے سنا ہے کہ آپ کسی سائل کا سوال رد نہیں کرتے، آپ کے پاس ایک بہت عمدہ اور قیمتی گھوڑا ہے، میں آپ سے وہ لینے آیا ہوں۔ حاتم طائی نے کہا: بھی وہ گھوڑا تو میں نے ذبح کر کے تمہیں کھلادیا۔ حاتم طائی کی سخاوت کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ نے اُن کی تحسین فرمائی اور

رہے ہیں؟ جواب میں فرمایا گیا: ”وَهُنَّاْخْصُّ جِنْ كَيْ أَيْذَارْسَانِي سَعَى إِلَيْنِي“ میں نہیں ہے۔ یعنی انسان بد اخلاق ہے اور اُس کا پڑوںی ڈر تار ہتا ہے کہ پتا نہیں کب کیا کہہ دے۔ اس صورت حال میں ایک شریف آدمی اس بد اخلاق شخص کی کج خلقی سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں آپ نے تین بار قسم کا کفر فرمایا کہ وہ ہرگز مؤمن نہیں ہے۔
دوسرہ درجہ: اجنبی پڑوںی

رشته دار پڑوںی کے بعد اجنبی پڑوںی کا درجہ ہے۔ بعض احادیث میں تو یہاں تک وضاحت ہے کہ پڑوں کی حدود چالیس گھروں تک ہے جبکہ ہمارا موجودہ معاشرہ تو اس چیز سے بالکل محروم ہو چکا ہے، یہاں تک کہ ایک دیوار کے فاصلے پر رہنے والوں کا بھی ایک دوسرے سے سال ہا سال تک تعارف نہیں ہوتا۔ کسی کو کوئی خیال ہی نہیں آتا کہ میری دیوار کے ساتھ کون رہ رہا ہے!

تیسرا درجہ: عارضی پڑوں

پڑوں کا تیسرا درجہ الْصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ ہے، یعنی جو ہم نہیں ہے، ساتھ بیٹھا ہوا ہے اور جس کے ساتھ عارضی قربت کا معاملہ ہے وہ بھی ایک طرح کا پڑوں ہے۔ مثلاً آپ سفر میں ہیں تو آپ کے ساتھ والی نشست پر بیٹھا شخص بھی آپ کا پڑوں ہے۔ اس عارضی پڑوں کا لحاظ رکھنا اور اس کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

مہمان نوازی: شبیہہ مومن

زیر درس حدیث میں تیسرا بات رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمائی:

”جُوْخُنْسُ بَحْرِيْ وَاقْتَنَا ایمان رکھتا ہوا اللہ پر اور یوم آخر پر اس پر لازم ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔“

دود نبوی

عہد رسالت میں نظام تعلیم

نوید احمد صابر

وہ زبان عربی ہی تھی جس کے باعث مسلمانوں نے بے شمار علمی اور ادبی ترقیاں حاصل کیں۔ وہ ساری دنیا کے معلم بنے اور دنیا کے لوگ عربی کتب پڑھ کر جدید ترین تحقیقات سے آگاہ ہوئے۔ بلاشبہ اس سب کی اساس عہد نبویؐ میں بوی اور لکھی جانے والی زبان ہی ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ پہلی وحی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت ﷺ کو پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ پھر اس کے بعد جو 23 سال کا عرصہ گزرا، اس میں بیسیوں آیات ایسی ملتی ہیں جن میں علم کی اہمیت سمجھائی گئی۔ ارشاد ہوا: قل ربی ذدنی علماء۔ ”کہو اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرماء۔“

مورخین کہتے ہیں کہ عربی زبان طویل عرصے تک صرف بولی جانے والی زبان ہی رہی تھی۔ لکھنے کا رواج مکہ معظمه میں ابوسفیان کے والد حرب سے ہوا۔ تاریخ کی کتب کے مطابق ایک شخص عراق کے علاقہ خیرہ سے مکہ معظمه آیا تھا۔

اس نے وہاں حرب کی بیٹی سے شادی کی اور اظہار تشکر کے لیے انہیں یہ راز بتالیا کہ ”ایسی کام کی باتیں جنہیں تم بھول جاتے ہو اور جنہیں یاد رکھنے کی ضرورت ہے، انہیں کسی طرح لکھ لیا کرو۔“ اس طرح عربی زبان کے لکھنے اور پڑھنے کا رواج عہد نبویؐ سے کچھ عرصہ پہلے ہی شروع ہوا تھا۔ عہد نبویؐ کے آغاز پر سترہ سے زیادہ آدمی لکھنا پڑھنا انہیں جانتے تھے۔

مکہ معظمه سے بھرت کے بعد حضور ﷺ قبائل پہنچے تو وہاں ایک مسجد تعمیر کی۔ پھر

پھر ان کی بیٹی جو ایک غزوہ میں باندی کی حیثیت سے مال غنیمت میں آئی تو آپؐ نے اُس کی عزت و تکریم کی اور اُسے اپنی چادر اوڑھائی۔
خلاصہ کلام

اس حدیث میں جو تین اوصاف بیان ہوئے ہیں وہ ایک پختہ تعمیر شدہ شخصیت کے ہیں۔

☆ اگر بولو تو خیر اور بھلائی کا کلمہ زبان سے نکالو ورنہ خاموش رہو۔

☆ اپنے پڑوی کے حقوق کا لحاظ رکھو۔ اس کے جذبات، ضروریات اور احساسات کا خیال رکھو۔ احساسات کے معاملے میں تو یہاں تک تعلیم دی گئی کہ اگر تم اپنے بچوں کے لیے کوئی پھل لے کر آؤ تو اب دو صورتیں ہیں: یا تو اپنے پڑوی کے ہاں بھیجیو۔ اگر مقدار اتنی کم ہے کہ آپؐ کے بچوں کے لیے بمشکل پورا ہو گا تو کم سے کم چھلکے باہر مت ڈالو کیونکہ ایسا کرنے سے پڑوں کے پچے دیکھیں گے کہ آج ان کے ہاں فلاں پھل آیا ہے تو انہیں حسرت ہوگی۔ چنانچہ اس درجے پڑوی کے احساسات کا لحاظ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

☆ مہمان کا اکرام کیا جائے۔ اس کے آنے پر ناک بھوں نہ چڑھائی جائے بلکہ اسے رحمت سمجھا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان اوصاف حمیدہ کو صحیح معنوں میں اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

☆.....☆.....☆

جب عمان کے علاقے میں اسلام کی روشنی پھیلی تو آنحضرت ﷺ نے وہاں کے گورنر کے علاوہ ایک دوسرا گورنر بھی مقرر فرمایا جس کے ذمہ صرف یہ تھا کہ دبا کی بین الاقوامی بندروگاہ پر آنے جانے والے زائرین کے امور، تجارتی اور کاروباری معاملات کے ساتھ غیر ملکیوں کے لسانی مسائل بھی نہیں جائیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضور ﷺ چاہتے تھے کہ ہر مسلمان کو نہ صرف کچھ نہ کچھ بنیادی تعلیم دی جائے جو لازمی ہو بلکہ دیگر علوم کے بارے میں بھی اس کے پاس کچھ نہ کچھ معلومات ہوں جو کسی بھی وقت اس کے کام آ سکیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے:

”علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔“

اسی طرح فرمان نبوی ہے:

”پیدا ہونے سے موت آنے تک علم سکھتے رہو۔“

عہد نبوی میں مذہبی تعلیم کے ساتھ تکنیکی تعلیم کی افادیت پر بھی توجہ دی گئی۔ ان دنوں چین کی شہنشاہی باغاں میں اسلامی علوم و فنون اگرچہ زیادہ نہیں تھے لیکن جس قدر حدیث میں آتا ہے کہ ”علم سیکھ خواہ اس کے لیے چین جانا پڑے۔“ رسول کریم ﷺ کے عہد میں علوم و فنون اگرچہ زیادہ نہیں تھے لیکن جس قدر بھی تھے، ترقی پذیر تھے۔ آپؐ دینی تعلیم کے ساتھ طب، جراحی، ہیئت، فلکلیات اور عسکریات وغیرہ کے بارے میں بھی ترغیب و تشویق دلاتے رہتے تھے۔

☆.....☆.....☆

مدینہ منورہ میں مسجد نبویؐ کی تعمیر ہوئی جس کا ایک حصہ تعلیم کے لیے مخصوص تھا۔ اسے ”صفہ“ کا نام دیا گیا۔ یہ مقام اس غرض کے لیے مخصوص کیا گیا تھا کہ دن کو تو درس گاہ کا کام دے اور رات کو نادار اور بے گھر صحابہ کرامؐ کے لیے شب بسری کے کام آئے۔ صفحہ میں اسلام کی ابتدائی تعلیم دی جاتی تھی۔ اس مدرسہ میں مختلف لوگوں کے سپرد مختلف کام تھے۔ الغرض ایک طرف ہمیں ایسی مشالیں ملتی ہیں جن میں علم کی اہمیت بتانے کے ساتھ حصول علم کی ترغیب دلاتی گئی اور دوسرا جانب ایسے اقدامات نظر آتے ہیں جن کے باعث علم کا حصول آسان ہو جاتا ہے۔

جوں جوں اسلام کو فروع حاصل ہوتا گیا، حضور اکرم ﷺ کی تعلیم کے فروع کے لیے مناسب بندوبست فرماتے رہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ نے عمرو بن حزم کو یمن کا گورنر بنانے کا بھیجا تو ان کی ذمہ داریوں میں یہ شامل تھا کہ ایک ضلع سے دوسرے ضلع اور ایک کمشنزی سے دوسری کمشنزی میں جائیں اور وہاں پر فراہمی زکوٰۃ، انتظامی معاملات اور قیام امن کے ساتھ لوگوں کی تعلیم کا بھی انتظام کریں۔ اسی طرح رسول کریم ﷺ نے اپنے خاص کاتب وحی سیدنا زید بن ثابتؓ کو حکم دیا کہ: ”تم عبرانی رسم الخط کو بھی سیکھ لو، کیونکہ مجھے آئے دن یہودیوں سے خط کتابت کی ضرورت پیش آتی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ ایسی تحریروں کو یہودیوں سے پڑھوا کر سنوں یا لکھ کر بھجواؤ۔ مجھے ان پر اعتبار نہیں۔“ چنانچہ سیدنا زید بن ثابتؓ نے عربی کے علاوہ عبرانی، قبطی اور فارسی زبانیں بھی سیکھ لی تھیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اجنبی زبانوں کے سیکھنے اور سکھانے کی طرف بھی رسول پاک ﷺ نے توجہ فرمائی تاکہ سیاسی فوائد کے ساتھ علمی فوائد بھی حاصل ہو سکیں۔

فرامین رسول کریم ﷺ

محمد بشر مکرم شیخ

☆ ”رشته داری توڑنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔“

☆ ”جس نے جمعہ کے روز خوب اچھی طرح غسل کیا، پیدل چل کر مسجد میں اول وقت پر آیا، نوافل ادا کیے، تلاوت کی، امام سے قریب ہو کر بیٹھا اور غور سے خطبہ سناتوں کے لیے ہر قدم پر ایک سال کے روزوں کا اور ایک سال کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔“

☆ ”صحت اور فراغت دو ایسی نعمتیں ہیں جن کے بارے میں اکثر لوگ دھوکا کھائے ہوئے ہیں، یعنی ان کی قدر نہیں کرتے۔“

☆ ”تم میں سے کوئی شخص موت کی آرزونہ کرے۔ اگر وہ نیک ہے تو ممکن ہے نیکی میں اور زیادہ ہو اور اگر برآ ہے تو ممکن ہے اس برائی سے توبہ کر لے۔“

☆ ”جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کرے۔“

☆ ”جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہماں کا اکرام کرے۔“

☆ ”اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والا اچھی بات کہہ یا پھر خاموش رہے۔“

☆ ”جس نے غصے پر قابو پالیا اس حال میں کہ وہ اس کے بد لے کچھ کر گزرنے پر قادر تھا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اختیار دے گا کہ وہ جس حور کو چاہے اپنے لیے چن لے۔“

☆.....☆.....☆

حکمت اور حقیقت

محمد بشر

پہلا منظر

جھٹ پٹے کا وقت ہے۔ سائے گھرے ہوتے جا رہے ہیں۔ حضرت یوشع عبادت سے فارغ ہو کر اپنی پنڈلیوں کو سہلارہ ہے ہیں کہ حضرت موسیٰ مڑکران پر نگاہ ڈالتے ہیں۔

حضرت موسیٰ: میرے جوان! کیا تھک گئے ہو؟

یوشع: (خفیف سی مسکراہٹ چہرے پر لاتے ہوئے) میرے آقا! مجھے رب نے پیدا ہی خدمت کے لیے کیا ہے، میں کیسے تھک سکتا ہوں۔ جسم تھک بھی جائے، میری روح تو تروتازہ ہے۔

حضرت موسیٰ: خوش ہو، بہت سمجھدار ہو گئے ہو۔

یوشع: آج صحیح جب کسی نے آپ سے پوچھا کہ ”موسیٰ! تم سے بھی زیادہ کسی کو علم ہے؟“ تو آپ نے یہ کیسے کہہ دیا: مجھے معلوم نہیں، مجھ سے بڑھ کر اللہ کے بہت سے بندے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے با تین کرتے ہیں، یقیناً اس وقت روئے زمین پر آپ سے زیادہ علم والا کوئی نہ ہو گا۔

حضرت موسیٰ: میں نے جو کچھ کہا، اللہ کی رضا اسی میں تھی۔ میرے رب نے مجھے وحی کی ہے کہ ہمارا ایک بندہ ہے جس کے پاس تھہ سے زیادہ علم ہے۔ اور یہ کہ میں نے اپنے رب سے الجا کی کہ مجھے اس بزرگ کی ملاقات میسر ہو۔ میرے رب نے یہ دعا قبول کر لی۔

پوشٹ: (جیران ہو کر) کہاں؟

حضرت موسیٰ: دو دریاؤں کے سنجھم کے نزدیک۔ ہم اس صاحبِ علم کی تلاش میں ابھی روانہ ہو رہے ہیں۔ تم سفر کی تیاری کرو۔ ہاں ایک مچھلی تل کر رکھ لینا۔ صبح کسی وقت کام آئے گی۔

دوسرامنظرا

دونوں دریا کے کنارے کنارے چل رہے ہیں۔ دن کا ایک پھر ختم ہونے کو ہے۔ چلتے چلتے حضرت موسیٰ بیٹھ جاتے ہیں۔

حضرت موسیٰ: مچھلی لے آؤ، کچھنا شتہ ہی کر لیں۔

پوشٹ: (گھبرا کر) مجھے تو آپ کو ہتلانا یاد ہی نہ رہا۔ ضرور شیطان نے مجھے اس بھول میں ڈالا ہے۔ اس مچھلی نے تو عجیب کھیل کھیلا۔ صبح جب میں دریا پر وضو کرنے گیا تو وہ مچھلی میرے پاس تھیں میں پڑی تھی۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سرعت کے ساتھ پھسلت ہوئی دریا میں داخل ہو گئی۔

حضرت موسیٰ: اسی جگہ کی تو ہمیں تلاش تھی۔ تمہیں وہ جگہ یاد ہے نا! چلو۔

تیسرا منظر

دریاؤں کے سنجھم پر لمبی لمبی گھاس میں ایک پتلے دبلے، سفیدریش، سفیدسر اور سفید ابر و بزرگ مجموعہ عبادت ہیں۔ حضرت موسیٰ وہاں پہنچتے ہیں تو انہیں دیکھ کر وہ بزرگ آگے بڑھتے ہیں۔

حضرت نصرت: کیا آپ ہی بنی اسرائیل کے پیغمبر موسیٰ ہیں؟

حضرت موسیٰ: جی! میں موسیٰ ہوں۔

حضرت نصرت: کیسے آنا ہوا؟

حضرت موسیٰ: میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے کچھ علم حاصل کروں۔

حضرت نصرت: اللہ نے ایک علم مجھ کو دیا ہے جو آپ کو نہیں دیا اور جو علم آپ کو دیا ہے وہ مجھے نہیں دیا۔ (ایک چڑیا کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو دریا سے پانی پی رہی ہے) تمام مخلوق کا علم اگر جمع کر لیا جائے تو اللہ کے علم کے مقابلے میں اس چڑیا کی چونچ کے پانی سے زیادہ نہیں۔

حضرت موسیٰ: اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ روز آپ کی صحبت میں گزار دوں اور آپ کی حکمت و دانش سے بہرہ ور ہو جاؤں۔

حضرت نصرت: بات یہ ہے کہ آپ وہ حوصلہ، تخلی اور صبر کہاں سے لائیں گے جو میرے ساتھ رہنے کے لیے ضروری ہے۔ ان امور پر جو آپ کی سمجھ سے باہر ہیں، آپ صبر کریں گے بھی کیسے؟

حضرت موسیٰ: اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے۔ میں کسی بات میں آپ کے خلاف نہ چلوں گا۔

حضرت نصرت: بس اتنا خیال رہے کہ مجھ سے کسی بات کی نسبت کچھ نہ پوچھنا جب تک میں خود ہی اس کا ذکر شروع نہ کر دوں۔

حضرت موسیٰ: مجھے منظور ہے۔ میں خاموشی اختیار کروں گا جب تک آپ کی طرف سے اشارہ نہ ہو۔

چوتھا منظر

دریا کے کنارے لوگ کشتی میں سوار ہو رہے ہیں۔

حضرت موسیٰ: واقعی میں صبر نہ کر پایا۔ اس کے بعد اگر آپ سے کسی امر کے بارے میں پوچھوں تو آپ کو مجھے ساتھ نہ رکھنے کا پورا اختیار ہے۔

چھٹا منظر

چلتے چلتے دونوں ایک بستی میں پہنچ جاتے ہیں۔

حضرت حضرت: (بازار میں ایک تاجر سے) ہم مسافر ہیں۔ ہمارے لیے کھانے پینے کا انظام اور کر دیجیے۔

تاجر: اس بستی میں محنت کی اجرت دیتے ہیں۔ مفت دان نہیں کرتے۔

دونوں ایک مکان کے سامنے پہنچتے ہیں جس کی دیوار گرنے کے قریب ہے۔ حضرت حضرت فوراً اس دیوار کی مرمت میں لگ جاتے ہیں اور اس کو سیدھا کھڑا کر کے آگے کوچل پڑتے ہیں۔

حضرت موسیٰ: آپ بھی کمال کرتے ہیں! ایسے بے مرود لوگوں کے ساتھ رعایت کہاں کا دستور ہے؟ اس کام کی اجرت کیوں نہیں لیتے؟

حضرت حضرت: بس! یا موسیٰ! ہماری علیحدگی کا وقت آپ پہنچا۔ اب میں آپ کو ان چیزوں کی حقیقت بتلا دوں جن پر آپ بے صبر ہو گئے۔

حضرت موسیٰ: مجھے افسوس ہے کہ میں اپنے وعدے پر قائم نہ رہ سکا۔ یہ فرمائیے کہ کشتی میں آپ نے نقش کیوں ڈال دیا؟

حضرت حضرت: کشتی کے مالک غریب ہیں۔ جس جگہ وہ پہنچے تھے اس سے ذرا ہی آگے کا حاکم سخت جابر اور لیڑا ہے۔ وہ ہر اچھی کشتی بلا معاوضہ چھین لیتا ہے۔ چنانچہ ان غریب ملاحوں کو کلی نقصان سے بچانے کے لیے میں نے کشتی میں نقش ڈال دیا، کیونکہ نقش والی کشتی وہ حاکم نہیں لیتا۔

حضرت حضرت: سلامتی ہو! کدھر کا ارادہ ہے؟
ملاح: دریا کے پار اگلی بستی کی طرف جا رہے ہیں۔

حضرت حضرت: ہم دونوں کو بھی ساتھ لے لو۔ کیا کراچی لو گے؟
ملاح: آپ کا کشتی میں بیٹھنا ہی ہمارے لیے برکت اور سلامتی ہے۔

حضرت حضرت: اللہ تیرا بھلا کرے۔
جب کشتی پار گئی ہے تو حضرت حضرت اٹھتے ہوئے کشتی کے پہلو میں سے ایک تنخوا اکھاڑ دیتے ہیں۔

حضرت موسیٰ: (پریشان ہو کر پکارا ٹھتے ہیں) یا حضرت! یہ کیا؟ احسان کے بد لے نقصان! لوگوں کو غرق کرنا ہے کیا؟ یہ تو عجب ستم کیا آپ نے۔

حضرت حضرت: (ہنتوں پر انگلی رکھتے ہوئے آنکھیں حضرت موسیٰ پر حمادیتے ہیں) کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ سے صبر نہ ہو سکے گا۔

حضرت موسیٰ: میں شرمندہ ہوں۔ مجھے یاد نہ رہا۔ براہ کرم میری بھول سے درگز رفرمائیے۔

پانچواں منظر

ایک گاؤں کے باہر کچھ لڑکے کھیل رہے ہیں۔ حضرت حضرت ان میں سے ایک کو پکڑ کر مار ڈالتے ہیں اور پھر چل پڑتے ہیں۔

حضرت موسیٰ: آپ نے ایک معصوم کی جان لے لی اور وہ بھی ناق۔ یہ تو بڑی بے جا حرکت ہے۔

حضرت حضرت: میں نے شروع میں کہہ دیا تھا کہ میری صحبت میں تم صبر نہ کر پاؤ گے۔ کب تک تمہیں یہ یاد دلاتا رہوں؟

شاعر دین

رزق حلال

پروفیسر محمد یونس جنجوہ

والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کو رزق حلال کھائیں۔ پاکیزہ رزق کے ساتھ نشوونما پانے والے جنم کے لیے نیکی کے کام کرنا آسان ہوں گے۔ وہ بڑے ہو کر اپنے ماں باپ کے فرمان بردار ہوں گے۔ ان کا اخلاق اور کردار بھی قابل تعریف ہو گا۔ رزق حلال وہ ہے جس کے کمانے میں بے ایمانی، دھوکا، فریب نہ ہو۔ اگر کوئی دکان دار ہے تو کم تو لے نہ کم ناپے۔ گاہک کی مجبوری سے فائدہ نہ اٹھائے۔ ناجائز منافع نہ کمائے، ملاوٹ نہ کرے۔ ذخیرہ اندوزی کر کے دولت بڑھانے کی کوشش نہ کرے۔ تاجر دیانت دار ہے تو نہ صرف اپنی اولاد کو پاکیزہ روزی کھلا کر باکردار اور خوش اخلاق پروان چڑھائے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا جرو ثواب بھی پائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی مزدور ہے تو نیک نیتی کے ساتھ کام کرئے مالک کو نقصان نہ پہنچائے۔ اگر ملازم ہے تو ملازمت کی شرائط کا خیال رکھے۔ اپنا کام دیانت داری سے کرے۔ رشتہ نہ لے بلکہ سائلین کے لیے آسانی پیدا کرے۔ اگر ڈاکٹر ہے تو مریض کی مجبوری سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائے بلکہ اپنے حسن سلوک کے ساتھ مریض کی دعا نہیں لے۔ کوئی بھی شخص ناجائز ذرائع استعمال کر کے اپنی کمائی بڑھانا چاہتا ہے تو ایسا ممکن نہیں کیونکہ روزی کوکم و بیش کرنا اللہ کا کام ہے۔

اس کے بر عکس اگر والدین ناجائز کمائی کے ساتھ بچوں کی پرورش کریں گے تو ایسی کمائی کے ساتھ بننے والا وجود باکردار نہیں ہوگا۔ ایسے بچے بڑے ہو کر ماں باپ

حضرت موسیٰ: کیا خوب حکمت ہے!

حضرت خضر: رہی اس لڑکے کے قتل کی بات، تو اس کے ماں باپ شریف ہیں لیکن لڑکے کی فطرت میں کجی تھی۔ اگر وہ زندہ رہتا تو اپنے ماں باپ کے لیے مصیبت بن جاتا۔ اللہ پاک اس لڑکے کے بد لے ان کو اچھی اولاد بخش دے گا۔

حضرت موسیٰ: یعنی ظاہر آسم اور درحقیقت لطف و کرم!

حضرت خضر: گرتی ہوئی دیوار دراصل دو یتیم لڑکوں کی تھی۔ اس دیوار کے نیچے لڑکوں کے باپ نے خزانہ دفن کر رکھا تھا۔ اگر دیوار اگر جاتی تو بستی کے لوگ خزانہ لوٹ لیتے اور بچے محروم رہ جاتے۔ اب بچے جب بڑے ہو جائیں گے تو خود ہی دیوار اگر کر خزانہ نکال لیں گے۔

حضرت موسیٰ: کیا شان کریمی ہے!

حضرت خضر: یہ جو کچھ میں نے کیا اپنی مرضی، فراست یادداش سے نہیں بلکہ سب اس ذات حکیم، علیم اور کریم کے اشارے پر کیا۔ تو یہ ہے حقیقت ان بالتوں کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔ فی امان اللہ!

حضرت خضر آگے کوچل پڑتے ہیں اور حضرت موسیٰ واپس پلٹ جاتے ہیں۔

☆.....☆.....☆

اطلاع برائے قارئین

ماہنامہ ”کوثر“ کا آن لائن مطالعہ درج ذیل لینک پر کیا جا سکتا ہے:

www.kausar.com.pk/media-gallery/mahnama-kausar-magazine

حسن سلوک

ایک ماں اپنے بچوں سے

ارشاد عرشی

میرے بچو! اگر تم مجھ کو بڑھاپے کے حال میں دیکھو
 اُکھڑی اُکھڑی چال میں دیکھو
 مشکل ماہ و سال میں دیکھو
 صبر کا دامن تھامے رکھنا
 کڑوا ہے یہ گھونٹ پر چکھنا
 ”اُف“ نہ کہنا، غصے کا اظہار نہ کرنا
 میرے دل پر وارنہ کرنا
 ہاتھ مرے گر کمزوری سے کانپ اٹھیں
 اور کھانا مجھ پر گرجائے، تو
 مجھ کو فرت سے مت تکنا، لبھ کو بے زار نہ کرنا
 بھول نہ جانا ان ہاتھوں سے تم نے کھانا کھانا سیکھا
 جب تم کھانا میرے کپڑوں پر مل دیتے تھے
 میں تمہارا بوسہ لے کر پھس دیتی تھی
 کپڑوں کی تبدیلی میں گردیر گاڈوں
 مجھ کو سُست کہہ کر، اور مجھے پیار نہ کرنا
 بھول نہ جانا کتنے شوق سے میں تم کو رنگ برلنگے کپڑے
 اک اک دن میں دس دس بار بدلواتی تھی

کے لیے اذیت کا باعث اور معاشرے کے لیے برے ثابت ہوں گے۔ ناجائز کمائی اگر کسی نیکی کے کام میں بھی لگائی جائے تو ثواب نہ ہو گا بلکہ الٹا گناہ ملے گا۔ حرام کمائی سے خریدے گئے کپڑے پہننے ہوں گے تو نماز بھی قبول نہ ہوگی۔ الغرض حرام مال انسان کے لیے و بال کا باعث ہو گا۔ یہ رسول اکرم ﷺ کی نافرمانی ہو گی اور اللہ تعالیٰ ناراض ہو گا۔

تمام والدین اللہ کے خوف کے ساتھ حلال روزی پر اکتفا کریں اور حرام کمائی کرنے سے قطعاً باز رہیں۔ اگرچہ بڑے ہو جائیں اور ان کو پتا چل جائے کہ ان کے ماں باپ کی کمائی میں حرام شامل ہے تو ان کو چاہیے کہ ادب و احترام بخوار کھتے ہوئے معصومیت کے ساتھ اپنے والدین کو اس بات سے آگاہ کریں کہ حرام کمائی میں دنیا اور آخرت کا نقصان ہی نقصان ہے۔ جو بظاہر فائدہ نظر آ رہا ہے وہ منفعت نہیں بلکہ خوست کا باعث ہے۔ بنچے اپنے والدین کو یہ بھی بتائیں کہ ہم صبر کے ساتھ کم آمدی میں گزارہ کر لیں گے اور کسی بڑی سہولت کی تمنا نہیں کریں گے کیونکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کسی صورت قول نہیں!

☆.....☆.....☆

☆ علم کا اولین تقاضا یہ ہے کہ علم اور عمل کے درمیان حائل دیواروں کو کسی نہ کسی طرح گرا دیا جائے۔

☆ کثرت مطالعہ کے بغیر کوئی شخص علم میں رسون خ حاصل نہیں کر سکتا۔

☆ کہنے کو تو قرآن ایک کتاب ہے، مگر حقیقت میں یہ وہ گنجینہ معانی اور دبستانِ قدس ہے جس کی شیم آرائیوں سے انسانی فکر و فہم کے تمام گوشے دک اٹھتے ہیں۔

مجھ پر حیرت سے مت ہنسنا، اور کوئی فقرہ نہ کسنا
 مجھ کو کچھ مہلت دے دینا، شاید میں کچھ سیکھ سکوں
 بھول نہ جانا میں نے برسوں تم کو کیا کیا سکھلا یا تھا
 کھانا بینا، چلنا پھرنا، ملنا جلنا، لکھنا پڑھنا
 اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے اس دنیا کی، آگے بڑھنا
 میری کھانی سن کر گرم سوتے سوتے جاگ اٹھو تو
 یہ نہ کہنا، جانے دن بھر کیا کیا کھاتی رہتی ہیں
 اور اتوں کو کھوں کھوں کر کے شور مچاتی رہتی ہیں
 بھول نہ جانا میں نے کتنی لمبی راتیں
 تم کو اپنی گود میں لے کر ٹہل ٹہل کر کائی ہیں
 گر میں کھانا نہ کھاؤں تو تم مجھ کو مجبور نہ کرنا
 جس شے کو جی چاہے میرا، اس کو مجھ سے دور نہ کرنا
 پر ہیز دل کی آڑ میں ہر پل میرا دل رنجور نہ کرنا
 کس کا فرض ہے مجھ کو رکھنا
 اس بارے میں اک دو جے سے بحث نہ کرنا
 آپس میں بے کار نہ لڑنا
 جس کو کچھ مجبوری ہواں بھائی پر الازام نہ دھرنا
 گر میں اک دن کہہ دوں عرشی، اب جیسے کی چاہ نہیں ہے
 یونہی بوجھ بیٹھی ہوں، کوئی بھی ہمراہ نہیں ہے
 تم مجھ پر ناراض نہ ہونا

میرے یہ کمزور قدم گر جلدی جلدی اٹھنہ پائیں
 میرا ہاتھ پکڑ لینا تم، تیز اپنی رفارنے کرنا
 بھول نہ جانا میری انگلی تھام کے تم نے پاؤں پاؤں چلانا سیکھا
 میری بانہوں کے حلقوں میں گرنا اور سنبھلانا سیکھا
 جب میں با تین کرتے کرتے رک جاؤں، خود کو دہراوں
 ٹوٹا ربط پکڑنے پاؤں، یادِ مااضی میں کھو جاؤں
 آسانی سے سمجھنے پاؤں
 مجھ سے مت بے کارا بھنا، مجھے نرمی سے سمجھنا
 دل کے کانچ کو پھر مار کے کرچی کرچی نہ کرنا
 بھول نہ جانا جب تم نئے منے سے تھے
 ایک کہانی سوسوار سنا کرتے تھے
 اور میں کتنی چاہت سے ہر بار سیا کرتی تھی
 جو کچھ دہرانے کو کہتے، میں دہرایا کرتی تھی
 اگر نہانے میں مجھ سے ستی ہو جائے
 مجھ کو شرمندہ مت کرنا
 بھول نہ جانا جب تم نئے منے سے تھے اور نہانے سے چڑتے تھے
 تم کو نہلانے کی خاطر
 چڑیا گھر لے جانے کا میں تم سے وعدہ کرتی تھی
 کیسے کیسے حیلوں سے تم کو آمادہ کرتی تھی
 گر میں جلدی سمجھنے پاؤں، وقت سے کچھ پیچے رہ جاؤں

بزم اقبال

ابلیس کی مجلس شوریٰ

(گزشتہ سے پوستہ)

اسرار زیدی

تیرامشیر

میں تو اس کی عاقبت بینی کا کچھ قائل نہیں

جس نے افرگنی سیاست کو کیا یوں بے حجاب

میں تو مسویتی کو نہیں مانتا کیونکہ اس نے اپنے نظام کے انعام کے پارے میں
نہیں سوچا۔ وہ یہ سمجھ پایا کہ اس کی وجہ سے اہل یورپ کی سیاست کا پول پوری طرح
کھل جائے گا اور یوں اشتراکی نظام مزید مضبوط ہو گا۔ لوگ مغربی جمہوریت اور
ملوکیت کے ظلم کی طرح آخر کار مسویتی کے فاشست نظام سے بھی تنگ آ جائیں گے،
جس سے اشتراکیت کو مزید ابھرنے کا موقع مل جائے گا۔

پانچواں مشیر

(ابلیس کو مخاطب کر کے)

اے ترے سوزِ نفس سے کاہِ عالم استوار

تو نے جب چاہا کیا ہر پردگی کو آشکار

تیرے وجود کی گرمی سے دنیا کا کاروبار چل رہا ہے۔ اگر لوگوں میں یہ
حرارت نہ پہنچی ہوتی تو اس دنیا کے ہنگے سر درہتے۔ تو وہ ہستی ہے کہ دنیا کی
پوشیدہ باتیں بھی تجھ پر ظاہر ہیں، اس لیے ہمیں یہ بتا کہ اس اشتراکی نظام سے
ابلیسی نظام کو کیا خطرات ہیں؟

جیون کا یہ راز سمجھنا

بر سوں جیتے جیتے آخرا یسے دن بھی آ جاتے ہیں

جب جیون کی روح تور خست ہو جاتی ہے، پر

سانس کی ڈوری رہ جاتی ہے

شاید کل تم جان سکو گے، اس ماں کو پیچان سکو گے

میرے دامن میں جو کچھ تھا، تم پر واردیا ہے

جب میں مر جاؤں تو مجھ کو

میرے پیارے رب کی جانب چکے سے سر کا دینا

اور دعا کی خاطر ہاتھ اٹھادیںا

میرے پیارے رب سے کہنا، رحم ہماری ماں پر کر دے

جیسے اس نے بچپن میں ہم کمزوروں پر رحم کیا تھا

بھول نہ جانا میرے بچو

جب تک مجھ میں جان تھی باقی

خون رگوں میں دوڑ رہا تھا

دل سینے میں دھڑک رہا تھا

خیر تھا ری ماگنی تھی میں نے

میرا ہر اک سانس دعا تھا!

☆.....☆.....☆

ہمیشہ کے لیے بارگاہِ الہی سے ذور ہو جانے کو پسند کیا۔ پھر جب منورہ درخت کا پھل کھانے پر اس آدم کو جنت سے نکال دیا گیا جسے فرشتوں نے سجدہ کیا تھا تو یہ واقعہ تابوت میں آخری کیلیٹ ثابت ہوا اور وہ تیرے سامنے ہمیشہ کے لیے نادم ہو کر رہ گئے۔ (جاری ہے)

☆.....☆.....☆

گفتگو کے دروازے

مولانا رومی نے گفتگو کے تین دروازے بتائے ہیں۔ فرمایا کہ کلام جب تک ان تین دروازوں سے گزرنا جائے، اس وقت تک اپنا منہ نہ کھولیں!

اپنی گفتگو کو سب سے پہلے سچ کے دروازے سے گزاریں۔ اپنے آپ سے پوچھیں: آپ جو بولنے لگے ہیں کیا وہ سچ ہے؟ اگر اس کا جواب ہاں میں آئے تو اس کے بعد اپنے کلام کو اہمیت کے دروازے سے گزاریں۔ اپنے آپ سے پوچھیں: آپ جو کہنے جا رہے ہیں کیا وہ ضروری ہے؟ اگر جواب ہاں آئے تو اس کے بعد اپنے کلام کو مہربانی کے دروازے سے گزاریں۔ اپنے آپ سے پوچھیں: کیا آپ کے الفاظ نرم اور الجھ مہربان ہے؟ اگر لفظ نرم اور الجھ مہربان نہ ہو تو خاموشی اختیار کریں خواہ آپ کے سینے میں کتنا ہی بڑا سچ کیوں نہ ہو اور آپ کا کلام خواہ کتنا ہی ضروری کیوں نہ ہو!

مولانا کی ذات میں یہ تینوں دروازے حضرت مسیح تبریزؑ نے کھولے تھے۔ شاید یہی وجہ ہے مولانا نے ان سے ملاقات کے بعد کبھی کوئی ایسا لفظ منہ سے نہیں نکالا جو زرم نہ ہو، جو ضروری نہ ہو اور جو سچ نہ ہو۔ اس کے بعد وہ مولوی رومی سے مولانا روم بنے!

(انتخاب: عزہ عدنان)

☆.....☆.....☆

☆ آب و گل تیری حرارت سے جہاں سوز و ساز

البلہ جنت تری تعلیم سے دانائے کار

یہ جہاں تیری دی گئی گرمی کی وجہ سے ہی حرارت اور رنگینی کا مجموعہ ہے۔ جنت کا یہ بھولا (یعنی آدم) تیرے سکھانے کے باعث ہی کار و بارہ دنیا سے آشنا ہوا ہے۔ اگر تو اسے منورہ درخت کے پاس جانے کی ترغیب نہ دیتا اور وہ اپنے بھول پن کی بنا پر تیری اس تعلیم پر عمل نہ کرتا تو وہ جنت ہی میں رہتا۔ پھر فرشتوں کی طرح سوائے اللہ کی تسبیح بیان کرنے کے اس کی کوئی سرگرمی نہ ہوتی۔ انسان کی زندگی میں جوش و خروش اور دکھ سکھ آدم کے جنت سے نکلنے کی وجہ سے ہی ہے، ورنہ یہاں بھی سوائے اللہ کی یاد کے کچھ نہ ہوتا!

☆ تجھ سے بڑھ کر فطرتی آدم کا وہ محرم نہیں

سادہ دل بندوں میں جو مشہور ہے پروردگار

میرا یہ یقین ہے کہ آدمی کی سرشت کو تجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں جانتا، شاید وہ ہستی بھی نہیں جسے سادہ دل بندے اپنا پان ہار سمجھتے ہیں۔ آدمی کی فطرت کو جانے ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ تو اسے بہلا پھسلا کر اس درخت کا پھل کھانے پر مجبور کر سکا جس کی اسے ممانعت تھی اور یوں اسے جنت سے نکلوادیا۔

☆ کام تھا جن کا فقط تقدیس و تسبیح و طواف

تیری غیرت سے ابد تک سرگوں و شرم سار

و فرشتوں جو ہمیشہ اللہ کی پاکی اور بزرگی بیان کرتے رہتے ہیں اور صرف اسی کو اپنی ذات کا محور سمجھتے ہیں، تیری غیرت کے آگے وہ بھی سر جھکائے اور شرمندہ ہیں۔

ایسا اس لیے ہے کہ وہ تو خدا کے حکم پر آدم کو سجدہ کرنے کے لیے جھک گئے تھے، لیکن تیری عزت نفس نے یہ گوار نہیں کیا تھا۔ آدم کو سجدہ کرنے کے مقابلے میں تو نے

انسانی دویں

ذرا خیال رکھے!

- ☆ لوگ کھانے کی میز پر منہ کھول کر خلال کرنا شروع کر دیتے ہیں جبکہ اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ ایسا کرتے وقت منہ پر دوسرا ہاتھ رکھ لینا چاہیے۔
 - ☆ ریسٹوران میں بل دینے وقت سب کے سامنے نوٹ گننا شروع نہ کر دیں بلکہ نوٹ میز کے نیچے گن کر بل کے کور میں رکھ دینے چاہئیں۔
 - ☆ اگر کھانے کی کسی ڈش کو ہاتھ نہیں لگایا تو اٹھنے وقت ویٹر کو بتا دیں تاکہ وہ یہ ڈش ڈسٹ بن میں نہ پہنچے۔
 - ☆ آپ کو اگر کوئی کھانے پر بلاۓ تو اس کے گھر کھانے کی چیز مثلاً کیک، فروٹ یا مٹھائی لے کر جائیں۔ کھانے کے اوقات کے علاوہ بھی اگر کسی سے میل ملاقات کی غاطر جانا ہو تو خالی ہاتھ جانا مناسب نہیں۔
 - ☆ تختے کے طور پر کسی کو جوتا دینا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو، اس سے اجتناب کیا جانا چاہیے۔
 - ☆ دوسروں کے گھر ہمیشہ تیار ہو کر جائیں۔ غلط اوقات مثلاً رات گئے یا صبح سویرے نہ جائیں۔ کھانے کے اوقات میں بھی بن بلاۓ نہ جائیں۔
 - ☆ کسی دوسرے کے پچ بالخصوص چھوٹی بھی کو گود میں نہ اٹھائیں، صرف سر پر ہاتھ پھیریں اور دور سے سلام کریں۔
- (انتخاب: حافظہ مریم عبدالرحمٰن)

☆.....☆.....☆

دینی حقائق

اپنے دشمن کو پہچانیے

حصہ عثمان

درحقیقت ابن آدم اور بنتِ حوا اس دنیا میں ایک بڑے شاطر دشمن کے مقابلہ میں محاڑ جنگ پر ہیں۔ اس دشمن نے خدا کو یہ چیلنج دے رکھا ہے کہ اگر تو مجھے مہلت دے تو میں اس انسان کے داہنے سے باہنے سے، آگے سے پیچے سے، غرض کہ ہر پہلو سے اس کے اوپر تاخت کروں گا، اسے تیری صراطِ مستقیم سے ہٹا کر چھوڑوں گا، اس کو گمراہ کر کے رہوں گا اور ثابت کر دوں گا کہ اس کو میرے اوپر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شان کے ساتھ جو اسی کو زیبا ہے، جواب میں فرمایا کہ جا تھے مہلت دی گئی۔ جس کو تو بہکا سکتا ہے، بہکا لے۔ جو تیرے پیچے لگ جائیں گے، میں ان سے اور تجوہ سے، تیری ذریت سے، تیرے اولیاء سے جہنم کو بھر دوں گا۔

قرآن حکیم میں قصہ آدم و ابلیس صرف حکایت سنانے کے لیے نہیں بلکہ ایک حقیقت بیان کرنے کے لیے ہے۔ اس کی بے شمار حقیقوں میں سے ایک یہ ہے کہ انسان اچھی طرح سمجھ لے کہ وہ اس دنیا میں ایک بڑے شاطر اور کائیاں دشمن کے مقابلہ میں محاڑ جنگ پر ہے۔ یہ دشمن چالاک و مکار ہونے کے ساتھ طاقتور بھی ہے۔ آج تو اس کی فوج بے شمار ہے۔ اب ابلیس کو خود کچھ کرنے کی خاص ضرورت نہیں ہے۔ اس سے زیادہ شاطر اس کے شاگرد ہیں۔ یہ شاگرد آج آرٹ کے نام سے، اٹرپچر کے نام سے، ثقافت کے نام سے، تہذیب کے نام سے، پیٹ کے نام سے، اور نہ جانے کس کس نام سے خدا کی خلق کو گمراہ کر رہے ہیں۔

حکمت و دانش

غلطی پر دوام کا نتیجہ

مداحۃ الرسول غافرہ

ایک شخص نہایت ایمان دار اور محنتی تھا۔ مزدوری کرتا اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالتا لیکن اس کا کوئی مستقل ذریعہ معاش نہ تھا۔ مزدوری کبھی ملتی اور کبھی نہ ملتی۔ اس نے سوچا کیوں نہ دودھ کا کاروبار شروع کیا جائے۔ آبائی زمین تھوڑی سی موجود تھی۔ اسے پیچ کر بھینیں خریدیں اور دودھ پہنچا شروع کر دیا۔ تقریباً دو ہفتے بعد گاہوں کی طرف سے شکایات پہنچنے لگیں کہ نہ جانے تم دودھ میں کیا ملاتے ہو، ہمارے پیچ تھمارا فراہم کر دو دودھ پی کر بیمار ہو گئے ہیں۔

گوالے نے دل میں سوچا کہ میں تو کچھ بھی نہیں ملاتا، اور ملاوں بھی کیسے! اماں کہا کرتی تھیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔“ اس نے بہت غور کیا لیکن گاہوں کی شکایات بڑھتی ہی گئیں۔

آخر اس نے ایک ساتھی سے بات کی۔ اس گوالے نے کہا: ”یار! دودھ میں تھوڑا پانی مالایا کرو۔ یہ بچوں کی صحت کے لیے بھی ضروری ہے اور تمہارے کاروبار کے لیے بھی۔“

سادہ دل گوالے کو یہ بات پسند تو نہ آئی لیکن کاروبار کا مسئلہ تھا، لہذا پانی ملانا شروع کر دیا۔ اب گاہوں کی شکایات بھی ختم ہو گئیں۔

چند ہفتے گزرے تو گوالے کے اپنے پیچ بیمار ہو گئے۔ اس نے بہت سوچا۔ اسے خیال آیا کہ میری ماں نے کہا تھا: حرام خود ایک بیماری ہے اور حرام بیماری ہی پھیلاتا ہے، جب کہ دودھ میں پانی ملانا بھی حرام ہی ہے۔

ان حالات میں یہ از حد ضروری ہے کہ کسی وقت غافل نہ ہوا جائے۔ ہر وقت ہوشیار، چوکس اور چوکنار ہاجائے۔ یہ تو اللہ ہی کو معلوم ہے کہ اس مقابلہ میں بالآخر جیتے گا کون اور ہارے گا کون، لیکن ابن آدم کی غفلت اس کو شیطان کے مقابلہ میں چاروں خانے چت کر دے گی۔ اگر آپ اس حقیقت کو یاد رکھیں گے تو صراط مستقیم پر گامزن رہیں گے۔

محاذِ جنگ پر ہر سپاہی کو ہتھیار کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ شکر کیجیے کہ شیطان کے مقابلہ میں آپ کے پاس اللہ کی آخری کتاب تمام و مکال موجود ہے۔ اس کتاب کو مضبوطی کے ساتھ پکڑیے۔ اس کو محض ایصال ثواب کا نسخہ نہ سمجھ لیجیے بلکہ اس کے ایک ایک لفظ کو سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ اس کے اوامر و نواہی کو معلوم کیجیے۔ اس کے احکام اور ان کی حکمتوں کو جانے کی سعی کیجیے۔ اس کی دعوت کا شعور حاصل کیجیے۔ برے اعمال، نافرمانی، سرکشی، طغیانی و بغاوت کے ہول ناک انجام سے آ گا، ہی حاصل کیجیے۔ پھر یہ کہ جو کچھ علم حاصل ہوتا رہے اس پر عمل کی جدوجہد شروع کیجیے۔ دوسروں تک قرآن کی دعوت کو نہایت دل سوزی کے ساتھ پہنچانے کی فکر کیجیے۔ اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے سردھڑ کی بازی لگا دیجیے۔ اس کا حق اسی طرح ادا ہو گا۔

غور کیا جائے تو قرآن مجید کو مضبوطی سے تحام لینے کا یہی مطلب اور مفہوم ہے۔ اس کے برعکس ہر نوع کا طرز عمل بے وزن ہے، بے حقیقت ہے جس کا پتہ آخر کارروز حساب چل جائے گا!

☆.....☆.....☆

معاشرتی اقدار

حقیقی دولت

صدقیۃ شہزاد

”صابرہ کہاں ہو؟“ حمیدہ بھابی حسب عادت آواز لگا تین گھر کے اندر داخل ہوئیں۔

”آجائیں بھابی، آجائیں۔“ صابرہ نے کمرے سے نکلتے ہوئے کہا۔
حمیدہ بھابی نے اپنے دوپٹے میں لپٹی ہوئی زیور کی ڈبیا نکال کر کھولی اور جگمگ کرتے جھٹکے دکھاتے ہوئے پوچھا: ”کیسے ہیں؟“
صابرہ کی تو جیسے آنکھیں چندھیاہی گئیں۔ ”ماشاء اللہ! بہت ہی خوب صورت ہیں۔ بھابی بہت مبارک ہو۔ اللہ آپ کو پہننا نصیب کرے!“

”میرے نہیں ہیں،“ پھر ادھر ادھر کیکہ کرسروٹی کے انداز میں بولیں: ”عالیہ کی ساس کے ہیں۔“

”کوئی رشتہ نظر میں ہے کیا؟“ صابرہ نے حرمت اور مخصوصیت سے پوچھا۔ ”ارے پلگی! تیری دعا سے اللہ کرم کرے گا اور رشتہ بھی آجائے گا۔ ساری تیاری شادی کے عین موقع پر تھوڑی ہی ہو سکتی ہے۔ میں نے تو تمہارے بھابی صاحب سے کہہ دیا ہے کہ اب لگن بنانے کا آرڈر بھی دے دیں۔ بھتی بچیوں کی شادی کی تیاریاں تو اللہ اللہ۔ شادی کے موقع پر تختے تھائے تو محبت کا اظہار ہوتے ہیں اور دوہا والوں کو اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی کس قدر رعزت افرادی ہوئی ہے۔ اور پھر بیٹی کے پاؤں بھی سرال میں جمعتے ہیں۔“ حمیدہ بھابی نے آنکھیں گھماتے

ایک بار پھر اس نے گاہوں کو خالص دودھ دینے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن پھر وہی ہوا! گاہوں کے بچے بیمار ہو گئے۔ اب اس نے سوچا: اگر خالص دودھ دوں گا تو گاہوں کے بچے بیمار اور ملاوٹ والا دوں تو میرے بچے بیمار لہذا کل سے یہ کاروبار ختم۔ گوائے کا یہ فیصلہ اپنی جگہ لیکن ہمارے لیے یہ لمحہ فکر یہ ہے کہ جب انسان ملاوٹ کا عادی ہو جائے تو پھر خالص چیز اسے راس نہیں آتی!

☆.....☆.....☆

محبت کیا ہے؟

میں نے پوچھا زندگی سے..... جوانی سے..... بچپن سے.....
پھولوں سے..... پھاڑوں سے..... آسمان سے..... زمین سے.....
مگر کوئی تسلی بخش جواب نہ ملا!

پھر تاریخ میرا ہاتھ پکڑ کر پیچھے لے گئی، چودہ صدیاں پیچھے رات تاریک ہے..... سب سوچکے ہیں..... لیکن ایک عظیم ہستی

مسجدے میں جھکی..... نم ناک آنکھوں کے ساتھ سوالی بن کر ایک فقرہ دہرا رہی ہے:

”اے اللہ! میری امت کو بخش دے۔ اے اللہ! میری امت کو بخش دے۔
اے اللہ! میری امت کو بخش دے۔“

☆.....☆.....☆

مشرق تو دوسرا مغرب۔ بڑے بھائی غفور احمد کا اپنا کار و بار کامیابی کے ساتھ چل رہا تھا۔ چنانچہ آسودہ حال تھے۔ دولت کو زندگی کی اہم ترین چیز سمجھتے تھے۔ دوسری جانب شکور احمد نے علم حاصل کرنے کو سب سے مقدم جانا اور درس و ندریں کو بطور پیشہ اپنایا۔ وہ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ اپنے رب کا شکر ادا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اللہ کی نعمتوں کو اس کے بندوں میں تقسیم کیا جائے اور خلق خدا کے حق میں فائدہ مند ہوا جائے۔ امیر ہو یا غریب، گاؤں کا تقریباً ہر بچہ ان کے علم سے بلا امتیاز فیض یاب ہوتا، جس کے بد لے میں وہ کبھی کسی بھی قسم کا معاوضہ لینا بھی گوارانہ کرتے۔ اس کے برعکس اپنی قلیل آدمی سے کئی غریبوں کی یوں مدد کرتے کہ فرشتوں کو بھی خبر نہ ہوتی۔ اس کے باعث بعض اوقات ان کے اپنے مالی حالات کچھ خراب بھی ہو جاتے۔

شکور احمد کی اکلوتی بیٹی رابعہ اپنے تایزاد جواد سے بچپن ہی میں منسوب ہو گئی تھی۔ جواد ایل ایل بی کرنے کے بعد اب سی الیں ایس کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔ رابعہ میڈیکل کے تیسرے سال میں تھی۔ اس کا ڈاکٹر بننا شکور احمد کا خواب تھا تاکہ گاؤں والوں کی مسیحائی کا کوئی سبب بن سکے۔ یہاں کوئی ڈاکٹر موجود نہ ہونے کے باعث کئی مریض شہر پہنچنے سے پہلے ہی دم توڑ دینے تھے!

☆☆☆

”شکور احمد!“ غفور احمد نے باہر کھڑے آواز لگائی۔

”بھائی صاحب آئے ہیں۔ لگتا ہے جواد بیٹے کا رزلٹ آ گیا ہے۔“ شکور احمد نے صابرہ سے کہا۔ پھر محبت کی مٹھاس لیے لجھے میں بولے: ”آ جائیں بھائی صاحب۔ باہر کیوں کھڑے ہیں؟“

ہوئے کہا۔ پھر اپنا منہ صابرہ کے کان کے پاس لا کر بولیں: ”تم دعا کرو کہ کوئی اچھا رشتہ مل جائے۔ اللہ کے فضل سے میری عالیہ میں بھلاکس چیز کی کمی ہے! پڑھی لکھی میٹرک پاس ہے۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند ہے۔ باہر کی دنیا کی تو اسے جیسے ہو اتک نہیں گلی۔ بہت سیدھی سادی اور معصوم ہے میری بیٹی۔“

یہ کہہ کر حمیدہ بھابی نے ڈبیا کو دوبارہ اپنے دوپٹے کے نیچے چھپایا اور جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ پھر جس تیزی سے آئی تھیں اسی تیزی سے چلتی ہیں۔ حمیدہ بھابی جب بھی آتیں، صابرہ کو اس کی کم مانگی کا احساس دلانا گویا اپنا فرض سمجھتیں۔ باتوں باتوں میں اس کو جتنا تیس کوہ بھی بیٹی کی ماں ہے!

☆☆☆

صابرہ سوچوں میں گم تھی۔ اسے احساس ہی نہ ہوا کہ شکور احمد کب آئے۔ اس کو یوں بیٹھے دیکھ کر وہ مسکراتے ہوئے بولے: ”کیا کہہ رہی تھیں بھابی حمیدہ؟“ صابرہ چونک اٹھی۔ اس کی آنکھوں میں نمی سی تیرنے لگی۔ ”انہوں نے جو بھی کہا، ٹھیک ہی کہا مگر یہ بتائے دیتی ہوں کہ میری ایک ہی اولاد ہے۔ اپنا وقت تو جیسے تیسے گزر گیا لیکن میری بچی کے ساتھ کسی قسم کی اونچ نیچ ہوئی تو معاف نہیں کروں گی۔“ اس کی آواز زندہ گئی۔

”اللہ کی بندی اپنے رب پر بھروسا کر۔ کفر کے بول نہ بول۔ وہ کرم کرے گا۔ ہم تو اس کے احسانات کا شکر ادا ہی نہیں کر سکتے۔“ شکور احمد کے چہرے پر وہی سدا کی طہانیت تھی!

☆☆☆

شکور احمد اور غفور احمد تھے تو سے گے بھائی لیکن شخصیت، مزاج اور کردار میں ایک

دیکھا۔ ”اب چند سال اور بھلا کون انتظار کرے! میرے بیٹے کے لیے رشتہوں کی کمی نہیں۔ کئی عزیز اور رشته دار اشاروں کنایوں میں بات کر چکے ہیں لیکن ہمیں بچوں کی دادی مر حومہ کی خواہش کا پاس ہے۔ شکور بھائی! فضول کی ضد چھوڑ و اور اللہ کا نام لے کرتا رخ طے کر دو۔“ حمیدہ بھابی فیصلہ کن انداز میں بولیں۔

”نہیں بھابی صاحبہ! رابعہ کے مستقبل پر میں کسی قسم کا سمجھوتا نہیں کر پاؤں گا۔ میرے لیے یہ زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔“

”لوگی بات تو پھر ختم سمجھو۔ اب بیٹھے کیا ہو، چلیے گھر چلیں۔“ حمیدہ بھابی کے کہنے پر غفور احمد چپ چاپ اٹھ کھڑے ہوئے۔

”بھائی صاحب! یہ رشته نبھنہ پایا تو نہ ہی، لیکن میرا اور آپ کا تعلق ٹوٹ ہے۔ جواد میرا خون ہے اور رابعہ آپ کا۔ جواد کا رشته جہاں بھی طے ہو، آپ مجھے اپنی خوشیوں میں شریک پائیں گے۔“

☆☆☆

کچھ دن اسی طرح گزر گئے۔ دونوں طرف سرد مہری چھائی رہی۔ پھر حمیدہ بھابی ایک دن حسب عادت آواز دیتی ہوئی آموجو ہوئیں۔

”صابرہ! لوگ ٹھیک ہی کہتے ہیں کہ خون کے رشته کبھی ختم نہیں ہوتے۔ جواد اور رابعہ کا رشته شاید اللہ کو منظور ہی نہ تھا۔ تو کیا اس کی وجہ سے دو بھائیوں کا تعلق بھی ٹوٹ جانا چاہیے؟ شکور تو میرے چھوٹے بھائیوں جیسا ہے۔ اللہ جھوٹ نہ بلوائے، اس نے کبھی میرے سامنے اوپنی آواز میں بات نہیں کی۔ جواد کے ابا بھی اس دن سے بچھے بچھے سے ہیں۔ اچھا سنو! جواد اور عالیہ کے رشتہوں کے لیے ایک دو کو کہہ رکھا ہے۔ اللہ کرے دونوں بھائی کی شادی ایک ساتھ ہی ہو جائے۔“

”میں گودام میں تھا کہ جواد کا فون آیا۔ گودام سمیٹ کر مٹھائی کا ڈبایا اور سیدھا تمہاری طرف آگیا۔ اللہ کے کرم کے بعد آپ کی محنت اور مفید مشوروں ہی کا نتیجہ ہے کہ بیٹا مقابلے کے امتحان میں کامیاب ہو گیا۔“ غفور احمد کے لمحے کی کھنک ان کی خوشی کی غماز تھی۔

اتنے میں حمیدہ بھابی بھی آگئیں۔

”اللہ تیرا شکر ہے۔ اس وقت کا مجھے کتنا انتظار تھا!“ شکور احمد کی آنکھیں خوشی سے نم ہو گئیں۔ ”تو پھر منہ میٹھا کرا میں۔“

”ہاں بھی کیوں نہیں، مگر میں چاہتا ہوں کہ یہ خوشی دوبالا ہو جائے۔ مناسب ہو گا کہ اگر جواد اور رابعہ کی شادی کی تاریخ بھی ساتھ ہی طے ہو جائے۔“ غفور احمد نے حمیدہ کی طرف دیکھا۔

صابرہ کا چہرہ خوشی سے تمٹانے لگا۔ البتہ شکور احمد قدرے توقف سے بولے: ”بھائی صاحب رابعہ آپ کی بیٹی ہے۔ اس گھر میں آپ کی امانت ہے۔ جب چاہیں آ کر لے جائیں، مگر ابھی اس کی تعلیم مکمل نہیں ہوئی۔“

”اویار یہ کون سی بڑی بات ہے۔ ماشاء اللہ کافی پڑھ لیا ہے۔ بچیوں نے گھر ہی تو سنبھالنا ہوتا ہے۔“

”بھائی صاحب! آپ کو تو پتا ہے کہ رابعہ کا ڈاکٹر بننا میری زندگی کا واحد خواب اور سب سے بڑی خواہش ہے۔“ شکور احمد نے فکر مند مگر ٹھوس لمحے میں کہا۔

”یہ تو پھرنہ کرنے والی بات ہوئی نا۔“ حمیدہ بھابی پہلی بار گفتگو میں شامل ہوئیں۔ ”میں تو پہلے ہی کہتی تھی کہ شکور احمد کے تیور ٹھیک نہیں لگتے مگر آپ کو تو بھائی کی محنت میں کچھ سوچتا ہی نہیں۔“ انہوں نے طنزیہ نظروں سے اپنے شوہر کی طرف

نے کہا: ”آپ کے خاندان کی شرافت اور سادگی ہمیں بہت پسند آئی۔ عالیہ بھی شکل و صورت اور رکھ رکھاؤ کے اعتبار سے ہمیں بہت اچھی لگی۔ آپ کا بیٹا تو کافی تعلیم یافتہ ہے لیکن بیٹی کے معاملے میں آپ نے کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ میں سمجھتی ہوں کہ لڑکی کی تعلیم بھی نہایت اہم ہے۔ تعلیم بچی کو آگے چل کر ایک اچھی ماں بننے میں مدد دیتی ہے۔ بچے کی پہلی درس گاہ ماں کی آغوش ہی کو کہا جاتا ہے۔ تعلیم زندگی کی مشکلات کو سمجھنے میں معاون ہوتی ہے۔ میں نہایت دکھ کے ساتھ آپ سے معدود چاہتی ہوں کہ ہمیں یہ رشتہ قبول نہیں ہے۔“

یہ سننے ہی حمیدہ بھابی کے سپنوں کا محلِ دھڑام سے زمین پر آ رہا۔ ان کا سر چکرایا اور وہ گر کر بے ہوش ہو گئیں۔

☆☆☆

”صابرہ! اماں والا ایک گنگن دینا۔ میں ذرا سار سے اس کی قیمت لگوا لاؤں۔“ شکور احمد نے آواز دی۔

یہ سن کر صابرہ رنج اور غصے کے ساتھ بولی: ”یہ تو اماں کی نشانی ہے۔ انہوں نے رابعہ کی شادی کے لیے مجھے دیے تھے۔ کیا ب انہیں پیچ دو گے؟“

”اللہ کی بندی! رابعہ ہی کے تو کام آئیں گے۔“

”کمیٹی کے پیسے تو خالہ رشیدہ کو دے آئے۔ اس وقت یہ نہ سوچا کہ رابعہ کی فیس کیسے دو گے! میں تو کہتی ہوں بھائی صاحب سے مانگ لو؛ بعد میں واپس کر دینا۔ یا پھر کسی دوست سے ادھار لے لو۔“

”کیسی بتیں کرتی ہو! تم جانتی ہو یہ مجھ سے نہیں ہو پائے گا۔ تم اللہ کا نام لے کر گنگن مجھے دو۔“

”مگر بھائی، عالیہ بھی کم عمر ہے۔ پھر یہ کہ میرٹک تک کی تعلیم آج کل کے تقاضوں کے حساب سے ناقابلی ہے۔“

”اے ہے ہم نے اس سے کون سی نوکری کرانی ہے۔“ حمیدہ بھابی کے لمحے میں خفگی نمایاں تھی۔

☆☆☆

حمیدہ بھابی نے دونوں بچوں کے رشتہوں کے لیے دوڑھوپ تیز کر دی۔ جواد کے لیے ان کو اگر کسی امیر گھرانے کی خوب صورت، بھاری جیز لانے والی لڑکی چاہیے تھی تو عالیہ کا رشتہ بھی وہ کسی اونچے خاندان میں کرنا چاہتی تھیں۔ تاہم کچھ ہی عرصے میں انہیں علم ہو گیا کہ یہ کام اتنا آسان نہیں ہے۔

اللہ اللہ کر کے جواد کے لیے ان کو ایک رشتہ ہر لحاظ سے پسند آیا۔ بات بھی کچھ بنتی نظر آ رہی تھی۔ پھر ایک دن رشتہ کرانے والی آپانے بتایا کہ لڑکی چونکہ تین بھائیوں کی اکلوتی اور لاڈلی ہے اس لیے اس کا خاندان یہ چاہتا ہے کہ لڑکا گھر داماں کے طور پر ہے یا پھر شہر میں سکونت اختیار کرے کیونکہ لڑکی کا پس منظر شہری ہے اور وہ گاؤں کے ماحول میں نہیں رہ سکے گی۔ یہ شرط سن کر تو خود جواد نے اس رشتے سے صاف انکار کر دیا۔

☆☆☆

فون کی گھنٹی بجی۔ حمیدہ بھابی نے بے قراری سے فون اٹھایا۔

”بھی بیگم احتشام! کیسی ہیں آپ؟“

”بہت شکر یہ! آپ کی ذرہ پروری ہے۔“ کچھ دیر ادھر ادھر کی بتیں ہوتی رہیں۔ اس دوران حمیدہ بھابی کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ پھر بیگم احتشام

”جب میری اپنی جان پر بنی تو سمجھ میں آیا کہ شکور احمد کا خواب ایک اہم حقیقت ہے۔ رابعہ کی تعلیم پر جو پیسہ لگا، وہ آگ میں نہیں جھوٹکا گیا۔ رابعہ میرے لیے رحمت کا فرشتہ ثابت ہوئی ہے۔ شاید اسی کی وجہ سے آج میں زندہ ہوں۔“

”اللہ آپ کو زندگی اور تدرستی عطا فرمائے!“ شکور احمد نے کہا۔

”رابعہ کو میری جھوٹی میں ڈال دو۔“ حمیدہ بھابی اپنا آنچل پھیلاتے ہوئے بولیں۔ ساتھ ہی غفور احمد نے مسکراتے ہوئے کہا: ”اور مجھے اپنی بیٹی عالیہ کی مزید تعلیم کے لیے تمہاری رہنمائی کی بھی ضرورت ہے۔“

شکور احمد کے چہرے پر شکر اور اطمینان کے آثار نمایاں ہوئے۔ عالیہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے صابرہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولے: ”بھابی! رابعہ آپ ہی کی بیٹی ہے۔ میری انکار کی کیا مجال۔ آپ کی امانت ہے جب چاہیں لے جائیں۔“
یہ منظر دیکھ کر صابرہ کی آنکھیں خوشی سے چھک پڑیں!

☆.....☆.....☆

ایک دوسرے سے جڑ کر رہے!

آج کل مختلف نوع کی مصروفیات اتنی زیادہ ہو گئی ہیں کہ میل ملاپ کو وقت کا زیان سمجھا جانے لگا ہے۔ کوشش بھیج کر محلے کی سطح پر اپنے ارد گرد لوگوں سے ملتے جلتے رہیں۔ اس سے ایک دوسرے کا باہمی تعارف حاصل ہوتا ہے۔ دوسروں بیٹھنے گنتگو سننے کا سلیقہ اور اپنی بات پیش کرنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔ دوسروں کے سائل سے آگاہی اور مکمل حصہ تک انہیں حل کرنے کے لیے اقدامات کیے جاسکتے ہیں۔ کسی گھر میں بیماری یا پریشانی کی صورت میں انہیں سہارا دیا جا سکتا ہے۔ یہ سب کچھ اہل علاقہ کے لیے یقیناً برکت کا باعث ہوگا!

بادل ناخواستہ صابرہ نے ننگن لا کر شکور احمد کو تھادیے۔ اتنے میں عالیہ بھاگتی ہوئی آئی۔

”چھی جان! ماں بے ہوش ہو گئی ہیں۔“

یہ سنتے ہی صابرہ اور رابعہ باہر کو لپکیں۔

☆☆☆

”تائی جان کا بلڈ پریشر بہت زیادہ ہے۔ فوراً ہسپتال جانا ہوگا۔“ رابعہ کے چہرے پر پریشانی تھی۔

شکور احمد نے کسی دوست کوفون کر کے گاڑی بھیجنے کا کہا۔ عالیہ دودھ کا گلاس لے کر آئی تو رابعہ نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ ایسی حالت میں تائی جان کو کچھ کھلانا پلاانا ٹھیک نہیں ہے۔

حمیدہ بھابی دو تین دن ہسپتال رہ کر بینیریت گھر واپس آگئیں۔

☆☆☆

پچھوں بعد حمیدہ بھابی اپنی بیٹی عالیہ کا سہارا لے کر شکور احمد کے گھر آئیں۔ ان کے شوہر بھی ہمراہ تھے۔

”بھابی! مجھے بلا لیا ہوتا۔ آپ کو ابھی آرام کی ضرورت ہے۔“ صابرہ نے آگے بڑھ کر انہیں بٹھاتے ہوئے کہا۔

”اب میں ٹھیک ہوں۔ بات کچھ ایسی تھی کہ مجھے خود ہی آنا چاہیے تھا۔ میں آپ دونوں سے بہت نادم ہوں۔ صابرہ! میں نے تمہارا بہت دل دکھایا لیکن تم نے کبھی کوئی شکوہ نہ کیا۔“

”بھابی آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ معافی مانگ کر شرمندہ نہ کریں۔“

چھوٹی سی بات!

مبشر حسین

ازدواجی زندگی کو راحت و سکون سے مالا مال کرنے کے لیے ایک بات بہت اہم ہے مگر افسوس اکثر خواتین اس کا خیال نہیں کرتیں۔ یہ کام کوئی مشکل یا مشقت والا نہیں، بس خاوند کا استقبال کرنا اور خاوند کو الوداع کہنا ہے۔ جب خاوند گھر سے رخصت ہونے لگے تو بیوی ہمیشہ دروازے تک جائے اور نیک تمناؤں، دعاوں کے ساتھ شوہر کو رخصت کرے۔ بیوی کی آخری لمحے کی مسکراہٹ شوہر کو پورا دن یاد رہتی ہے۔ اسی طرح بیوی کام میں کتنی ہی مصروف کیوں نہ ہو، جب خاوند گھر آئے تو اسے چاہیے اپنے آپ کو فارغ کر کے مسکراتے چہرے سے اپنے خاوند کو سلام کرے جو کہ خاوند کی باہر کی ساری پریشانیوں کو ختم کر دے گا۔

عرب عورتوں سے ایک بار پوچھا گیا کہ: تم اپنے خاوند کو الوداع کرتے ہوئے کیا کہتی ہو؟ ایک کہنے لگی کہ میں کہتی ہوں: ”فِي إِيمَانِ اللَّهِ“ (اللہ کی حفاظت میں دیا)۔ ”فِي جُوْرِ اللَّهِ“ (اللہ کی رحمت کے سپرد کیا)۔ دوسری نے کہا میں تو کہتی ہوں: ”أَعْلَمُ اللَّهُ أَنَّ كُوْجَلَدِي سَلَامَتِي كَسَاطِحِهِ وَأَلْبَسَ لَوَادِيَنَا“۔ ایک نے کہا میں تو یوں کہتی ہوں: ”أَعْلَمُ اللَّهُ أَنَّ كِحَافَلَتِكَ رَكَنَـا۔ مِيرَے خاوند مثالی شخصیت ہیں اور میرے بچوں کے لیے دنیا میں کوئی دوسری چیزان کا نام المبدل نہیں۔“ ایک نے کہا میں اپنے خاوند کو الوداع کرتے ہوئے کہتی ہوں: ”أَيْسَا چِرَهَ دُوْبَارَهِ دِيكَھَنَےِ كِي مجھے کب سعادت ملے گی!“ ایک نے کہا میں کہتی ہوں: ”آپ اللہ سے ڈریے گا اور ہمیں وہی لا کر دیجیے گا جو حلال ہو۔“

☆.....☆.....☆

ملیٰ تاریخ

ایک اذان، بائیکس موڈن

رفعت خواجہ

شیخ عبداللہ کا کردار بعد میں جو بھی رہا ہے، اپنے ابتدائی دور میں وہ اپنی تقاریر میں قرآن مجید اور کلام اقبال کے ذکر سے لوگوں کے دل موجہ لیتے تھے۔ اپنی خود نوشت ”آتشِ چنار“ میں لکھتے ہیں:

”ہر جمعہ کو جامع مسجد میں میر و اعظ کے وعظ کے بعد اجتماع ایک جلسے کی صورت اختیار کر لیتا تھا۔ اس میں تلاوت قرآن اور غفت خوانی کے بعد تقریریں ہوا کرتی تھیں۔ اس موقع پر میری تلاوت خاص طور پر پسند کی جاتی اور سامنے پر کلام پاک کی تاثیر سے رقت طاری ہو جاتی تھی۔ یہیں میں نے علامہ اقبال کے حیات پرور اور حیات آفرین کلام کو بھی پیش کرنا شروع کیا۔ یہ کلام سیدھے سادھے عوام کے دلوں میں اتر جاتا تھا اور جلسہ ایک متناطم سمندر کی طرح موجیں مارنے لگتا تھا۔“

وادیٰ کشمیر میں تحریک آزادی کا دوسرا بڑا مرکز خانقاہ معلیٰ تھا۔ لکھتے ہیں:

”21 جون 1931ء کو ہماری آواز پر لبیک کہتے ہوئے فرزندان کشمیر کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر خانقاہ معلیٰ کے صحن پاک میں جمع ہوا۔ اس اجتماع کو کشمیر کی تحریک آزادی کا رسمی افتتاح اور اصلی آغاز سمجھنا چاہیے۔ یہ کتنی موزوں اور برمحل بات تھی کہ تحریک آزادی کی بنیاد اس خانقاہ کے پُر سکوت کنگروں کے سامنے تلے ڈالی جائے جو سید علی ہمدانی کے نام سے منسوب ہے، جنہوں نے

چھ سو سال قبل اسی جگہ اسلام کے نور کی مشعل روشن کی تھی۔ اس عظیم الشان اجتماع میں ایک تاریخ ساز واقعہ پیش آیا، جس نے تحریک آزادی کشمیر کی تاریخ پر گھرے اثرات مرتب کیے۔ عبدالقدیر نایاب ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: ”مسلمانو! اب وقت آگیا ہے کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائے۔ یادداشتوں اور گزارشوں سے ظلم و ستم میں کوئی فرق نہیں آئے گا اور نہ تو بین قرآن کا مستلہ حل ہو گا۔ تم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاؤ اور ظلم کے خلاف لڑو۔“ اس نے راج محل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ”اس کی اینٹ سے اینٹ بجاوو۔“ اس نوجوان پر نعرہ حق کی پاداش میں بغاوت کا مقدمہ قائم ہوا۔

13 جولائی 1931ء کو سنترل جبل، سری نگر میں اس مقدمے کی ساعت ہوئی تو ایک ایسا ایمان پرور نظارہ دیکھنے میں آیا جس سے قرون اولیٰ کی یادتا زہ ہو جاتی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں فرزندانِ توحید اپنے بھائی سے اظہارِ یک جہتی کے لیے جبل کے احاطہ کے باہر جمع تھے۔ اتنی دیر میں نماز کا وقت ہو گیا۔ ایک نوجوان اذان کے لیے کھڑا ہوا۔ ادھر سے پولیس کی گولی آئی اور وہ وہی شہید ہو گیا۔ فوراً جذبہ ایمان سے سرشار ایک دوسرا نوجوان اٹھا اور پہلے کی جگہ کھڑے ہو کر اذان دینا شروع کی۔ دوسری گولی آئی اور وہ بھی شہید ہو گیا۔ پھر تیسرا، چوتھا، پانچواں اور یوں باسیں فرزندانِ توحید اپنی جان کی بازی لگا گئے۔“

جس دھنگ سے کوئی مقتول میں گیا وہ شانِ سلامت رہتی ہے!

☆.....☆.....☆

فلکیات

کہکشاں میں

محمد ندیم خواجہ

دن بھر بارش ہوئی ہو اور رات کو آسمان بالکل صاف ہو تو یوں لگتا ہے کہ آسمان پر ستاروں کی بارات آئی ہوئی ہے۔ آن گنت ٹھیٹھاتے نئے چراغوں کے درمیان آسمان کا کچھ حصہ روشن سانظر آتا ہے۔ آسمان کے اس حصے پر یوں معلوم ہوتا ہے جیسے سفیدی کی گئی ہو۔ اس نورانی سے آسمانی حصے کے متعلق بہت سے قصہ بھی مشہور ہیں۔ مثلاً یہ کہ یہ فرشتوں کے راستے ہیں، یہ وہ راستہ ہے جس پر چل کر حضرت محمد ﷺ مراجع پر گئے تھے، وغیرہ۔ آئیے ان نورانی راستوں کے متعلق کچھ جانے کی کوشش کرتے ہیں!

ان کو انگریزی میں Milky way کہتے ہیں۔ پہلے زمانے کے سائنس دان اسی طرح کی روشن آسمانی چیزوں کو نیپولا کہتے تھے لیکن فلکیات نے ترقی کی تو معلوم ہوا یہ روشن راستے کہکشاں (galaxy) ہیں۔

جس طرح مختلف شہروں سے مل کر ایک ملک بنتا ہے، مختلف ملکوں سے مل کر ایک برعظم بنتا ہے اور برعظموں سے مل کر یہ دنیا بنی ہے اسی طرح یہ کائنات مختلف کہکشاوں سے مل کر بنی ہے جبکہ کہکشاں میں آن گنت ستاروں سے مل کر بنی ہیں۔ ہمیں آسمان پر جو کہکشاں نظر آتی ہے وہ اتنی دور ہے کہ ہمیں اس کے ستارے اور سیارے علیحدہ نظر آنے کے بعد ایک جمگھٹے کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ آسمان پر غالی آنکھ سے نظر آنے والی کہکشاں ہماری کہکشاں سے قریب ترین ہے۔ یہ ہم سے 22 لاکھ نوری سال کے فاصلے پر واقع ہے۔

ماہرین فلکیات کے مطابق کائنات پانچ سولین کہشاوں پر مشتمل ہے۔ ہر کہشاں میں ایک لاکھ میلین کے قریب ستارے پائے جاتے ہیں۔ ان کہشاوں کے ستاروں کی تمام گردش حیرت انگیز طور پر منظم ہے۔ کھربوں سال سے کائنات کا یہ نظام انتہائی تنظیم اور باقاعدگی کے ساتھ چل رہا ہے۔ اس نظام میں کسی بھی ستارے نے کبھی بھی کوئی انحراف نہیں کیا۔ اس لیے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اس عظیم ترین نظام کو چلانے والا، بنانے والا، سنبھالنے والا، نگرانی کرنے والا کوئی ضرور ہے، اور وہ وہی ذات ہے جس کو ہم اللہ کے نام سے جانتے ہیں۔ اس کی قدرت اتنی عظیم ہے کہ یہ مضبوط کائنات اس کے ایک اشارے پر لمحہ بھر میں تلپٹ ہو جائے۔ یوں سورج، چاند، زمین اور تمام ستارے ایک دوسرے سے نکلا جائیں گے۔ یہ قیامت کا دن ہو گا۔ اسی دن کی اطلاع ہمیں قرآن دیتا ہے اور سائنس دان بھی اب یہ مان چکے ہیں کہ یہ دن آ کر رہے گا۔ اس کائنات کا ذرہ ذرہ پکار رہا ہے کہ یہ عظیم کائنات اس دن برباد ہو کر رہے گی۔

سائنس کی سال ہا سال کی تحقیق و جستجو کے باوجود آج حالت یہ ہے کہ انسان کو اس کائنات کے بارے میں بہت کم معلوم ہو سکا ہے۔ کاش سائنس دان تکبر، بے پرواںی کے بجائے عقل اور سمجھداری سے کام لیتے اور قرآن پر ایمان لاتے تو وہ انہیں پہلے ہی روز وہ حقیقت بتا دیتا جس کو انہوں نے کئی صد یوں کے سفر کے بعد پایا، یعنی:

”اوْرَتْهُمْ هِنْ تُوبِسْ تَحْوُرْ اسَا عَلِمْ عَطَا ہو اہے۔“ (اسراء: 85)

☆.....☆.....☆

نوری سال کیا ہوتا ہے؟ جس طرح ہم دو بڑے شہروں کا فاصلہ طویل ہونے کی وجہ سے اسے میٹروں میں نہیں ماپ سکتے اسی طرح ستاروں کی بہت زیادہ دُوری کے باعث ہم ان کو کلو میٹروں میں بیان نہیں کر سکتے۔ روشنی کی رفتار چونکہ تمام معلوم چیزوں سے زیادہ ہے اس لیے روشنی ایک سال میں جتنے کلو میٹر طے کر سکتی ہے، اس فاصلے کو ایک نوری سال کہتے ہیں۔ یوں ایک نوری سال تقریباً پچانوے کھرب کلو میٹر کے برابر ہوتا ہے۔

ہماری کہشاں کا قریب ترین ستارہ الفاسخوری زمین سے 4.3 نوری سال کے فاصلے پر ہے۔ ہماری کہشاں کا رد اس ایک لاکھ نوری سال ہے اور اس کی موٹائی تمیں ہزار نوری سال ہے۔ درحقیقت ہماری کہشاں اتنی بڑی ہے کہ ہم اس کہشاں کے باہر جاہی نہیں سکتے، چنانچہ اس کی صحیح شکل و صورت کا اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا۔

کائنات کی تمام کہشاوں میں بہت پرانے ستاروں کی موجودگی کے آثار ملے ہیں۔ سائنس دانوں کا خیال یہ ہے کہ گیارہ کھرب سال پہلے یہ ستارے کیسی بادلوں کی صورت میں تھے اور پھر یہ گیس ٹھوس مادے کی شکل اختیار کر کے ستاروں کی شکل اختیار کر گئی۔ ہماری اپنی کہشاں میں موجود ستاروں کے ٹھنڈھوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلا ستارہ کم از کم دس لاکھ میلین سال پہلے وجود میں لا یا گیا ہو گا۔

کائنات کے متعلق انسان اس وقت انتہائی عجز اور بے بسی کا اظہار کرتا ہے جب اسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کائنات اپنی عظیم وسعت کے باوجود ٹھہری ہوئی نہیں ہے بلکہ ہر لمحہ اپنے چاروں طرف پھیل رہی ہے۔ تمام کہشاں میں مسلسل حرکت کر رہی ہیں۔

اللہ خوش رکھے!

پروفیسر محمد مزمل احسن شخ

ماشاء اللہ او نچے لمبے، صحت مند حکیم صاحب بلاں آباد میں کئی سالوں سے حکمت کر رہے ہیں۔ لکھنے پڑھنے کا شوق بھی رکھتے ہیں۔ خدمتِ غلق کا جذبہ ہے۔ تبلیغ اور اصلاح امت کا جنون ہے۔ علماء اور طلبہ سے، مدارس اور مساجد سے عقیدت ہے۔ چار سال قبل ایک اللہ دوالي نے توجہ دلائی تو ہر جمعہ اور اتوار مطب بند کرتے ہیں۔

جمعہ کے دن اوکاڑہ، مرکز البدر پھول نگر، لاہور مجددی مسجد اور مسجد قدس میں کسی جگہ کمپ لگاتے ہیں۔ اللہ کے مہمانوں، معلمین اور طلبہ کے علاوہ مسکینوں اور بیواؤں کو نہ صرف تشخیص کر کے فی سبیل اللہ دوائیں دیتے ہیں بلکہ دعائیں بھی دیتے ہیں۔ خود بھی دعائیں خوب سمجھتے ہیں۔ عصر کے بعد درس بھی دیتے ہیں۔

اتوار کو میر محمد، ڈاہر راجوال، ساندھ کلاں کچاپکا کھڈیاں، غرض کسی نہ کسی گلہ اپنے خرچ پر طی ساز و سامان لے جا کر سفر کی صعوبتیں سہتے، موسم کی پرواہ نہ کرتے محض اللہ کی رضا کے لیے کوشش رہتے ہیں۔

اللہ کا فضل ان کے شامل حال رہے! رحمۃ طبیب ہیں۔ طب اور نفیسات کے ماہر ہیں۔ ڈور دراز سے مریض آتے ہیں۔ حکیم صاحب کا نام ہے محمد بھی عزیز (اڑا بھائی پھیرو)۔

☆.....☆.....☆

زندگی کے لیے پودوں کی اہمیت

ریاض الحق

زمین پر زندگی کا تمام تر انحصار سبز پودوں پر ہے۔ ہماری غذا کی تمام اقسام بلا واسطہ یا بالا واسطہ سبز پودوں ہی سے حاصل ہوتی ہیں۔ آج اچھی پیداواری زمین کی دستیابی ایک مسئلہ بُفتی جا رہی ہے۔ اس لیے خوراک کی زیادہ پیداوار کے لیے انسان کی توجہ سمندروں، چھیلوں اور دریاؤں کی طرف بڑھ رہی ہے۔ بُنیادی غذائی ضروریات کے لیے مختلف اقسام کی الجی (کائی) کاشت کی جاتی ہے، جن میں سے ایک بہت بڑی کائی کا نام کیلپ ہے۔ کیلپ میں تقریباً 60 فی صد چینی، تقریباً 8 فی صد لحمیات اور بہت سے وٹامن ہوتے ہیں۔ ایک دوسری قسم کی کائی سمندری لیٹوں بھی خوراک کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔

انسان کائی کی نشوونما سے بالا واسطہ طور پر بھی بہت سے فائدے حاصل کرتا ہے۔ سمندری کائی آبی جانوروں کی بُنیادی غذا ہے۔ ان چھوٹے جانوروں کو بڑی مچھلیاں کھاتی ہیں۔ پھر ان مچھلیوں کو انسان کھاتے ہیں۔ خوراک کی اس زنجیر کے تحت غذائی تو انائی ایک چیز سے دوسری زندہ چیز تک جاتی ہے۔ پچھوندی (فنجائی)، کھمپیاں (مشروم) اور مولڈ بھی انسان کے لیے نہایت مفید ہیں۔ دنیا کے بہت سے حصوں میں کھمپیاں خوراک کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ پچھوندی سے اپنی بائیوٹک ادویات حاصل ہوتی ہیں۔

یہ امر قابل غور ہے کہ پودے اپنی تو انائی سورج سے جبکہ انسان اور جانور

اپنی خوراک پودوں سے حاصل کرتے ہیں۔ لہذا کہا جاسکتا ہے کہ زمین کی سطح پر تمام تو انائی کامنجع سورج ہے۔ سورۃ الذاریات کی آیت 22 میں ارشاد فرمایا گیا: ”تمہارا رزق آسمان میں ہے۔“ ایک عرصے تک یہ حقیقت سمجھی نہ جاسکی کیونکہ تمام پودے زمین سے اگتے ہیں، لیکن اب سائنس دان جانتے ہیں کہ پودوں کی تو انائی آسمان میں موجود سورج سے آتی ہے۔ تبارک اللہ احسن الخالقین !

☆.....☆.....☆

2020ء کی سیئنٹ

لیجیے زندگی کا ایک سال اور بیت گیا۔ خود محاسبہ کریں کہ کیا کھویا، کیا پایا۔ ہم گزرے لمحات کو پکڑنیں سکتے لیکن آنے والے وقت کو تو بہتر بنا سکتے ہیں۔ ذرا درد دل سے سوچیں! کیا ہم نے اس سال اپنی کتابیں زندگی میں ایسے اعمال درج کرائے کہ کل قیامت کے دن ان کو دیکھ کر ہم خوش ہوں گے؟ جس طرح مختلف کمپنیاں سال کے اختتام پر اپنے کاموں کا حساب لگاتی ہیں کہ کتنا نقصان یا فائدہ ہوا، اور پھر فائدے یا نقصان کے اسباب پر غور و خوض کرتی ہیں، نیز آئندہ خسارہ کے اسباب سے بچنے اور فائدہ کے اسباب کو زیادہ سے زیادہ اختیار کرنے کی پلانگ کرتی ہیں اسی طرح ایک مسلمان کو بھی سال کے اختتام پر اپنی نیکیوں کا حساب ضرور کرنا چاہیے۔ اس سال اپنے اس اکاؤنٹ کی سیئنٹ پر تہائی میں بیٹھ کر غور کریں کہ اللہ کے ساتھ اس تجارت میں خسارہ ہے یا منافع؟ کٹ کٹا کر نیکیاں زیادہ بچتی ہیں یا گناہ؟ ضرور غور کریں!

☆.....☆.....☆

یاد رفتگان

”آج تم یاد بے حساب آئے“

ڈاکٹر مژمل احسن شیخ

★ گلبرگ، لاہور میں واقع جاز ہسپتال غرباء کے لیے ماہرین امراض کی خدمات کے علاوہ ٹیسٹ کی سہولیات اور دوائیاں بھی فی سبیل اللہ فراہم کر رہا ہے۔ اس کی ابتداء حاجی انعام الہی اثر نے ایک ڈسپنسری سے کی تھی۔

آج یہ ہر لحاظ سے ایک مکمل ہسپتال کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ حاجی صاحب کے ساتھی میاں عبدالوحید نے بھی خوب اتفاق کیا۔ دونوں مرحوم ہو کر اب بارگاہ الہی میں پہنچ چکے ہیں۔ پھر محترمہ تسنیم وحید ہسپتال کی چیئر پرنس بنیں اور آخرد ملک خود بھی مالی تعاون کیا اور دوسرے ذرائع سے بھی وسائل مہیا کرنے کا سبب بنیں۔ اب ان کی اولاد بھی دامے درمے قدے سخنے اس مشن کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ ہم دعا گو ہیں کہ ہسپتال کے جتنے بھی معاونین وفات پاچکے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے!

★ ”کاروان علم فاؤنڈیشن“ کے روح روائی ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی بھی اللہ کے حضور پہنچ چکے ہیں۔ اس فاؤنڈیشن کی سرپرستی میں آج تقریباً آٹھ ہزار ڈاکٹر، نجیپرست، استاد قوم کی خدمت کے لیے تیار ہو رہے ہیں۔ معدود روں کی تعلیم بھی جاری ہے۔ رسالہ ”اردو ڈا جسٹ“، قلمی اور علمی محاذ پر انسانیت کی فلاح اور اصلاح کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب اپنی آخری سائنس تک قوم کی تعمیر و ترقی کے منصوبوں کے ساتھ وابستہ رہے۔ دو

لیے صدقہ جاریہ اور تو شہ آخوت بنائے!

☆ چلدرن قرآن سوسائٹی، لیشن رحمت اللہ پینیولینٹ ٹرسٹ فری آئی ہاسپٹل، مختلف سکولوں اور کالجوں کے ذریعے اشاعت علم رسالہ "کوثر"، قرآن مجید کے انگریزی/اردو تراجم کے ساتھ اسلامی کتب کی مستقل تقسیم گزشتہ چار دہائیوں سے جسٹس عامر رضا کی زیر پرستی جاری ہے۔ جسٹس صاحب بھی کچھ عرصہ زیر علاج رہ کر اللہ کے حضور ابدی زندگی پا گئے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہوا وران کی بخشش فرمائے!

☆ ماہنامہ "کوثر" کے حوالے سے محترم ڈاکٹر نسیم الدین خواجہ مرحوم کی اہلیہ محترمہ اور دختر ان ادارتی طور پر جبکہ پران دینی اور دینی لحاظ سے تعاون فرماتے رہتے ہیں اور یوں اس صدقہ جاریہ کے روح روایا ہیں۔ رسالے کو ظاہری اور معنوی اعتبارات سے بہتر بنانے کے لیے ان کی کوششیں ایک مسلسل عمل کی صورت میں جاری ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا تمام اداروں کے جو معاونین اس دنیا سے جا چکے ہیں، ان سب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، اپنا دیدار اور نبی اکرم ﷺ کا قرب نصیب کرے۔ جو معاونین اس وقت ان اداروں کے ساتھ کسی بھی حیثیت میں وابستہ ہیں، رب کریم ان کو اجر عظیم اور رزق طیب فراوانی کے ساتھ عطا فرمائے۔ آمین!

قارئین سے بھی التماس ہے کہ وہ اس دعا میں ہمارے ساتھ شریک ہوں!

☆.....☆.....☆

وہ ہے بڑا کریم!

لکھتا ہے وہی ہر بشر کی تقدیر
وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
تہائی میں بھی رہو گناہ سے دُور
وَاللَّهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ
ہر ایک کو دیتا ہے صلہ بہترین
إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ
اس سے مانگو وہ ہے بڑا کریم
فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ
تجنیق انسانی کا ہے مقصد
قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

(انتخاب: واسعہ فاروق)

☆.....☆.....☆

قرض کی ادائیگی

لمیس فاروق

قرض واپس کرنے کے لیے ایمان اور ارادے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نہ ادا کیا جائے تو گھرے اور قربی تعلقات میں بھی بگاڑ آ سکتا ہے۔ کہتے ہیں کہ قرض محبت کی قیچی ہے۔ یہ یاد کھیں کہ مقروض کی روح اس وقت تک آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے جب تک اس کا قرض ادا نہ کر دیا جائے!

☆.....☆.....☆

May Allah give you the Highest ranks of Jannah - The Firdous-ul-Aala... May Allah make the younger ones for you-

اللهم اجعله لنا فرطه، وسلفه، واجرا

A Precursor, a Fore runner and a Cause of reward. May Allah make the up-bringing of daughters the Shield of protection from the Fire on the day of Resurrection, Grant you Paradise and the Companionship of Prophet ﷺ مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم May all of our Duas get accepted in your regard.

May Dadi Amma and Dada Abba's Duas get multiplied in zillions for you in the next life. May you get reward for your love for the Deen, patience, gratitude, good character and hospitality.

May you get immense reward for your every unanswered Dua of Duniya and for every pain that we don't even know.

May you be flooded in Allah's rewards and

Remembering My Father

by: Ayesha Khwaja

باپ ایک سائبان

باپ ایک شجر

باپ گھر کاستون

باپ جینے کا سہارا

باپ ایک بہترین دوست

باپ دل کی دھڑکن

باپ زندگی کی بھار

باپ بیٹی کا فخر

باپ بہترین معالج

باپ کے ہاتھ کا کھندا نیا کا لرزیز کھانا

باپ جنت کا دروازہ

غرض وہ پوری دنیا!!!

From now onwards I'll strive and try my utmost to live every day to make you proud Abbu, so that in the Hereafter you can see that you have left a progeny that will always make you gratified.

His Mercy? May Quran, Namaz and Darood be partners of your grave.

May you have Light & Window opening from Jannah.

May your grave be expanded and may you rest in eternal peace till the Day of Hashar.

May we become the reason of your smile and joy in Akhirah? I'll miss and love you till the last breath.

Alhamdulillah for all these beautiful years that Allah gave us with you to cherish those memories until we meet at " Kausar."

رَبُّ ارْحَمَهُمَا كَمَا رَبَّيْكُمْ صَغِيرًا

My Lord, have mercy upon them as they brought me up [when I was] small. (Surah Al-'Isra :24)



BANASPATI & COOKING OILS

پختہ خاص مہالنگ کا خوبیں



[KausarCookingOils](#)